الف

عمیرہ احمد

قسط نمبر ٦

قسط نمبر:06

میری پیاری حسنِ جہاں جی،

آپ کا خط ملا اور دل کٹ گیا۔ وہ بے وفا نکلا نا، میں نے پہلے ہی کہا تھا آپ سے طٰحہ عبدالعلی پر بھروسہ نہ کریں۔ سلطان کی محبت کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کریں۔ مگر آپ نے ہمیشہ طٰحہ کے نام کی تسبیح کی۔ سلطان کو آزمایا ہی نہیں۔ میں آپ کا خط پڑھ کر روتا رہا ہوں۔ پرندہ ہوتا تو اُڑ کر آجا آپ کے پاس، لیکن انسان ہوں اور انسانوں کو جانے میں لمحہ لگتا ہے، آنے میں وقت لگتا ہے۔ پھر بھی سلطان آئے گا آپ کے پاس بس چند مہینوں یا ہفتوں کا انتظار کرلیں، اپنی آپ کی اور قلبِ مومن کی ٹکٹوں کے لئے پیسے جمع کرلوں تو آتا ہوں آپ کے پاس۔

پر میرے آنے تک طٰحہ کے جانے کا غم نہ کریں آپ، نہ اُس کے لئے آنسو بہائیں، اپنی دنیا میں واپس آجائیں۔ فلم انڈسٹری آج بھی آپ کو ڈھونڈ رہی ہے۔ لوگ آج بھی آپ کو یاد کرتے ہیں، سنیما کی سکرین پر آج بھی کوئی اداکارہ حسنِ جہاں کی طرح دلوں پر راج نہیں کرتی۔ طٰحہ عبدالعلی نے قدر نہیں کی آپ کی، آپ نے اُس کے لئے اپنی ''سلطنت'' چھوڑ دی تھی۔ اُس نے پروا نہیں کی تو آپ کب تک پروا کرتی رہیں گی اُس کی۔ جانتا ہوں دل سے کسی کو بُھلانا آسان ہوتا ہے، مٹانا نہیں لیکن میں آپ سے کہتا ہوں آپ نہ اُس کو بھولیں نہ اُس کو مٹائیں، بس اپنی دُنیا میں لوٹ آئیں۔

حسنِ جہاں جی، یہ جو ہم جیسے ہوتے ہیں نا یہ ہمیشہ مٹّی کے ہی رہتے ہیں۔ ہمیشہ جسم ہی عروج دیتا ہے ہمیں اور یہی زوال...... ہم روح اور روحانیت کے لئے بنے ہی نہیں ہوتے اُس راستے پر چلنے والے اور ہوتے ہیں اُن کا خمیر بھی اور جگہ سے اُٹھا ہوتا ہے، میں اور آپ زیادہ سے زیادہ نیک ہو سکتے ہیں، اپنی اولادوں کا نام قلبِ مومن اور مومنہ رکھ سکتے ہیں مگر بس اتنا ہی...... اس سے آگے جائیں تو پر جلنے لگتے ہیں ہمارے اور تپش سہہ نہیں پاتے ہم۔ آپ کو روکا تھا میں نے بہت...... اسی لئے روکا تھا کیونکہ وہاں آگے آپ کے ہاتھ کچھ نہیں آنا تھا اور جس دُنیا میں آپ تھیں وہاں آپ کا سکّہ چلتا تھا۔ آپ نے سلطان کی بات نہیں سنی، سکّہ بدل گیا ہے اب آپ کے جانے کے بعد یہاں کا...... پر کوئی بات نہیں...... آپ چاہیں تو پھر آپ کا راج ہوگا یہاں اور میں سلطان آپ کے ساتھ ہوں...... اچھے اور بُرے سارے دنوں میں آپ کے ساتھ سایہ بن کر چلوں گا کیونکہ آپ سے پیار کرتا ہوں...... ویسا پاگلوں والا پیار جو

آپ طحہ سے کرتی ہیں۔ نہ آپ بدلیں گی نہ میں بدلوں گا۔

خط لکھ رہا ہوں تو دل کھول کر رکھ دیا ہے آپ کے سامنے، ورنہ اتنے سالوں میں ہر بار آپ سے بات کرتے ہوئے کبھی آپ نظریں چراتی تھیں کبھی میں۔ میں جانتا ہوں سلطان کو آپ بھی بھول نہیں سکتیں۔ طحہ کے بعد اگر کوئی یاد آتا ہوگا تو سلطان ہی یاد آتا ہوگا آپ کو، میری خوش فہمی دیکھیں کیا لکھ رہا ہوں آپ کو۔ نہ اپنی شکل دیکھ رہا ہوں نہ اپنی اوقات......لیکن پیار کا کیا کریں حسنِ جہاں جی، یہ میرے جیسوں کو بھی اوقات سے باہر کر دیتا ہے......سلطان ہی سمجھنے لگ گیا ہوں اپنے آپ کو......آپ نے بڑا ظلم کیا ہے مجھ پر......بیچ راستے میں مجھے چھوڑ کر......اتنے سالوں میں سلطان آسمان سے زمین پر آ گیا مگر نہیں بدلا تو اُس کے دل میں آپ کا مقام......آپ آج بھی سلطان کے دل کے تخت پر وہیں بیٹھی ہیں جہاں اُس نے پہلی بار آپ کو بٹھایا تھا......اور یہ مقام سلطان کبھی کسی کو نہیں دے گا۔ طحہ اور سلطان میں بس یہی فرق رہے گا ہمیشہ......وہ آپ کو چھوڑ سکتا ہے، سلطان نہیں۔

آپ کا سلطان

☆......☆......☆

''تم جا رہے ہو؟'' قلبِ مومن صبح سویرے اپنا سامان پیک کر رہا تھا جب عبدالعلی اُس کے کمرے کے دروازے پر دستک دے کر اندر آئے تھے اور اُسے سامان پیک کرتے دیکھ کر اُن کا دل کسی دیے کی طرح بُجھا تھا۔

''جانے کے لئے ہی آیا تھا دادا۔'' قلبِ مومن اُن کی طرف متوجہ ہوئے بغیر کھلے بیگ میں اپنی چیزیں پھینکتا رہا۔

''ناراض ہو کر جا رہے ہو؟'' اُنہوں نے چند لمحوں کے بعد اُس سے کہا۔ قلبِ مومن ٹھٹھکا اور اُس نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے اُن سے کہا، ''ناراض کس بات پر ہوں گا؟'' وہ سنجیدہ تھا۔ عبدالعلی نے اُس کا چہرہ دیکھا۔

''کل رات تمہارے اور میرے درمیان......'' انہوں نے کچھ کہنا چاہا، قلبِ مومن نے بات کاٹ دی۔

''کل رات آپ کے اور میرے درمیان ایسا کچھ نہیں ہوا جس پر میں آپ سے خفا ہوتا، چیلنج تھا جو آپ نے دیا اور میں نے چیلنج قبول کر لیا، اس سب میں خفگی والی بات کہاں سے آ گئی؟'' وہ کہہ کر دوبارہ جُھک کر اپنے بیگ کی زپ بند کرنے لگا تھا۔ عبدالعلی کی سمجھ میں نہیں آیا وہ اُس کی بات کے جواب میں کیا

کہتے، کچھ دیر کھڑے وہ جیسے کوئی الفاظ ڈھونڈتے رہے پھر انہوں نے کہا۔

''قلبِ مومن میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔ تمہارا دل کبھی دکھانا نہیں چاہتا میں اور مجھے لگا شاید پچھلی رات میں تمہارا دل دُکھا بیٹھا ہوں۔'' اُنہوں نے بالآخر وہ الفاظ ڈھونڈ لئے تھے جو وہ اُس سے کہنا چاہتے تھے۔ قلبِ مومن نے اپنی پیکنگ ختم کر لی تھی۔ اپنے بیگز کو ایک طرف اوپر نیچے رکھتے ہوئے اُس نے بے حد اطمینان سے عبدالعلی کی بات سُنی، اس کے انداز میں ایک عجیب سرد مہری تھی...... indifference کا ایک عجیب سا عالم تھا۔

''آپ کو پتہ ہے دادا...... آپ مجھے کیوں کمتر سمجھتے ہیں؟'' اُس کے جملے نے عبدالعلی کو بچھو بن کر کاٹا تھا۔

''آپ مجھے اس لئے کمتر سمجھتے ہیں کیونکہ میں حسنِ جہاں کی اولاد ہوں جس کے پاس حسن اور جسم کے استعمال کے علاوہ کچھ اور تھا ہی نہیں...... آپ اسی لئے اُن سے بابا کی شادی نہیں کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ ایک ڈانسر تھیں۔'' قلبِ مومن کی آنکھوں اور چہرے پر جیسے ''میں سب جانتا ہوں'' لکھا تھا۔ عبدالعلی نے تڑپ کر اُسے روکا تھا۔

''حسنِ جہاں سے شادی سے روکنے کی وجہ نہ اُس کا اداکارہ ہونا تھا، نہ رقاصہ ہونا۔ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ میں تمہیں اس لئے کمتر سمجھتا ہوں اور کس نے کہہ دیا کہ حسنِ جہاں کے پاس حُسن اور جسم کے علاوہ کچھ اور تھا ہی نہیں؟'' عبدالعلی کے اندر میں اب عجیب سی برہمی تھی۔

''اُس کے پاس نیک روح تھی...... جو تم نے کھو دی۔'' قلبِ مومن اُن کے جملے پر ہنس پڑا۔ ''حسنِ جہاں کے پاس تھی...... میں نے کھو دی......'' اُس نے اُن کا جملہ استہزائیہ انداز میں دُہرایا تھا۔ ''آپ کے نزدیک نیک روح صرف اُن کے پاس ہوتی ہے جو یہ کام چھوڑ دیتے ہیں یا پھر اُن کے پاس جو آپ کی طرح خطاطی کرتے رہتے ہیں...... دادا spirituality کسی کی میراث نہیں ہے۔'' وہ ایک بار پھر اُن سے الجھ پڑا تھا۔ پتہ نہیں کہاں چوٹ پڑی تھی مومن کو۔

''بے شک نہیں ہے...... مگر اللہ کی عطا ہے اور اللہ اسے صرف اس کی قدر جاننے والوں کو عطا کرتا ہے۔'' قلبِ مومن انہیں دیکھتا رہا ایک لاوا تھا جو اُن کے اس جملے پر اُس کے اندر سے باہر پھوٹ پڑنا چاہتا تھا۔ اُس نے عبدالعلی سے نظریں چُرا لیں۔ وہ اس بوڑھے شخص کا اتنا احترام کرتا تھا کہ وہ لاوا اُن پر اُلٹا دینا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس کی وجہ نہیں تھے اور جسے وہ ''نیک روح'' کہہ رہے تھے، قلبِ مومن اُسے کبھی ''جسم'' کے علاوہ کچھ ماننے پر تیار ہی نہیں تھا چاہنے کے باوجود بھی۔

UA BOOKS

''میں چلتا ہوں......اور رُکوں گا تو اور بحث ہوگی ہماری......'' وہ آگے بڑھا اور اُس نے دادا کو گلے لگایا۔

''جب تم یوں گلے لگاتے ہو تو طحہ یاد آتا ہے مجھے۔''

وہ عبدالعلی کی آواز پر جیسے ٹھٹھک گیا تھا، پھر الگ ہوتے ہوئے ہنسا،'' جانتا ہوں میں...... بابا ہی کے لئے اداس ہوتے ہیں آپ...... میرے لئے کہاں ہوتے ہوں گے۔'' اُس نے اپنا بیگ اُٹھایا تھا اور جیسے وہ عبدالعلی کا جواب سُنے بغیر بھاگ گیا تھا۔ عبدالعلی کو رنج ہونا چاہیے تھا۔ وہ رنجیدہ ہونے کے بجائے مسکرائے تھے۔ وہ ہمیشہ سے ایسا ہی تھا۔ برف کی طرح سرد نظر آتا تھا، مگر آگ کی طرح گرم تھا، سمندر کی طرح گہرا تھا مگر ریگستان کے سراب کی طرح اشتباہِ نظر کا شکار کرتا تھا۔ قلبِ مومن تھا، مگر مومن بننے کے راستے سے پرے۔

☆......☆......☆

''وہ جو لوکیشنز کہی تھیں آپ نے سب ہی مارک کر لی ہیں اور سب پر ہی کام ہوگیا ہے۔'' داؤد اور ٹینا اُسے استنبول میں گزارے پچھلے کچھ دنوں میں کئے جانے والے کام کے بارے میں update دے رہے تھے اور قلبِ مومن اُس ہوٹل کے لاؤنج میں پڑے ایک صوفہ پر بیٹھا اُن کی باتیں سنتا ہوا کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

''استنبول کی night life کو capture کرنے کے لئے night clubs کی بھی ریکی کر لی ہے ہم نے۔'' اب ٹینا اپنے لیپ ٹاپ پر اُسے اُن جگہوں کی تصویریں دکھانے لگی تھی جو وہ اپنی فلم کی شوٹنگ کے لئے منتخب کر چکے تھے۔ قلبِ مومن آج ہی عبدالعلی کے پاس سے واپس استنبول آیا تھا اور اس وقت داؤد اور ٹینا کے ساتھ اُس کی پہلی ملاقات تھی۔

''Dates فائنل کر کے کل سے emails کا کام ختم کر لیں گے، shooting کے لئے...... پوسٹ پروڈکشن کا کام بھی یہاں ایک سٹوڈیو کے ساتھ coordination......'' قلبِ مومن نے داؤد کو پہلی بار ٹوکا۔

''میں اس فلم کی شوٹنگ کچھ عرصہ کے لئے postpone کر رہا ہوں۔'' اُس نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا تھا۔ ٹینا اور داؤد بیک وقت چونکے تھے اور انہوں نے کچھ بے یقینی کے عالم میں اُسے دیکھا، قلبِ مومن مذاق یقیناً نہیں کر رہا تھا۔

''میں اس فلم سے پہلے ایک اور فلم بنانا چاہتا ہوں کیونکہ میرے پاس ایک بے حد unique

idea ہے۔''

قلبِ مومن کے اگلے جملے پر ٹینا بے حد ایکسائٹڈ ہوئی تھی۔''ایک سال میں دو فلمز۔Fantastic میں تو پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ سال میں ایک کے بجائے دو فلمز کرنی چاہیے آپ کو...... جب investors ، انویسٹ کرنے کو تیار ہیں۔ برانڈنگ اور product placement کے لئے تیار ہیں تو پھر بے وقوفی ہی ہے بس ایک ہی فلم کرتے جانا...... کیا subject ہے دوسری فلم کا؟'' ٹینا جوش و خروش میں بات کرتے کرتے اب subject کو کریدنے لگی۔ داؤد اس ساری گفتگو کے دوران خاموش ہی رہا تھا۔قلبِ مومن نے میز پر پڑے گلاس سے پانی کا ایک گھونٹ بھرا اور کہا ''Spirituality'' ٹینا کو چپ لگ گئی۔ داؤد کو پہلے ہی لگی ہوئی تھی۔ مگر وہ ایک دوسرے کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکے تھے۔

''کیا کہتے ہیں اسے اُردو میں؟'' قلبِ مومن نے جیسے کچھ اُلجھ کر یاد کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھول گیا تھا، داؤد نے کچھ کہنے کے بجائے لیپ ٹاپ پر google پر اُس لفظ کا اُردو ترجمہ ڈھونڈا اور پھر کہا ''روحانیت۔''

''بس اسی کے بارے میں فلم بنانی ہے مجھے'' قلبِ مومن نے بے ساختہ کہا۔

''یہ جس کے نام کا مطلب ابھی google سے ڈھونڈا ہے؟'' ٹینا نے بے یقینی سے قلبِ مومن سے کہا۔

اُس نے جواباً اثبات میں سر ہلایا۔''مگر اس میں دکھائیں گے کیا؟'' ٹینا نے بے ساختہ کہا اور اس بار تینوں کو بیک وقت چُپ لگی تھی۔ خاموشی کے ایک لمبے وقفے کے بعد قلبِ مومن نے جیسے اپنی خجالت مٹانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''سوچو۔'' وہ کہتے ہوئے اُٹھ کر گیا۔

''باس یہ میرا آئیڈیا نہیں تھا۔'' داؤد نے جیسے کراہتے ہوئے اُسے پکارا تھا، مگر وہ تب تک کافی دور جا چکا تھا۔

☆......☆......☆

مومن کا سٹوڈیو ایک بار پھر شوبز کے لوگوں اور journalists سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مختلف چینلز کیمرہ مین اپنے کیمرے ایڈجسٹ کرنے میں مصروف تھے اور ان سب کے درمیان میں مومن کمرے میں داخل ہوا تھا اور سب سے پہلے اُس کی طرف لپک کر آنے والی شیلی تھی، جو آتے ہی اُس کے گلے لگی تھی۔

''اوہ مومن مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے، اس دوسری فلم کا سُن کر......اس فلم میں ہی lead کروں گی نا۔'' اُس نے الگ ہوتے ہوئے بے حد اٹھلاتے ہوئے مومن سے کہا تھا۔

''بالکل...... وقت کی کمی کی وجہ سے کوئی اور option ڈھونڈنے کا وقت نہیں ہے میرے پاس۔'' قلبِ مومن نے بھی اسی انداز میں جواب دیا تھا، مگر شیلی بُرا ماننے کے بجائے ہنسی تھی اور وہ ایک بار پھر مومن کے گلے لگی اور تب ہی مومن کی نظریں عباس پر پڑی تھیں جو اُس کے قریب آ چکا تھا۔

''بہت بہت مبارک ہو، مومن بھائی میرے لئے یہ بڑی فخر کی بات ہے کہ ایک ہی سال میں آپ کی دونوں فلموں میں ہیرو بننے کا موقع مل رہا ہے مجھے۔'' اُس نے شیلی کے ہٹتے ہی بے حد جذباتی انداز میں کہتے ہوئے مومن کے گلے لگنا ضروری سمجھا تھا۔

''تم نے سب لوگوں کو سب کچھ ہی بتا دیا ہے میرے اناؤنس کرنے کے لئے کیا رکھا ہے پھر؟'' اُس سے الگ ہوتے ہوئے مومن نے گردن موڑ کر ٹینا اور داؤد کو گھورتے ہوئے کہا تھا جو اُس کے ساتھ چل رہے تھے، وہ جواباً صرف مسکرا کر رہ گئے تھے۔

قلبِ مومن اب سٹیج پر اپنی کرسی سنبھال کر مائیک کو ہاتھ سے ٹھیک کرتے ہوئے بات چیت کا آغز کر چکا تھا۔

''اتنے short notice پر آپ سب کا یہاں آنے پر شکریہ......'' اُس نے ایک لمحہ کے لئے توقف کیا، سٹوڈیو میں سرگوشیاں ہوئیں۔ کیمروں کی تیز لائٹس میں قلبِ مومن نے بالآخر وہ سرپرائز دیا جسے دینے کے لئے اُس نے اس مجمع کو اکٹھا کیا تھا۔

''میری اب تک کی بنائی ہوئی فلمز سے یہ بالکل مختلف اور منفرد فلم ہوگی کیونکہ اس کا subject بے حد منفرد ہے......سب سے زیادہ high budgeted بھی ہوگی کیونکہ میں اسے یادگار بنانا چاہتا ہوں اور کوئی compromise نہیں کرنا چاہتا......میری اس فلم کا subject روحانیت ہے......Spirituality۔'' قلبِ مومن نے بے حد dramatic انداز میں کہا اور سٹوڈیو میں بیک وقت خاموشی چھائی تھی پھر سٹوڈیو میں سرگوشیاں گونجنے لگیں۔

''مجھے پتہ ہے آپ لوگوں کو ایسا لگا ہوگا جیسے آپ لوگوں نے کوئی غلط لفظ سن لیا ہے، مگر ایسا نہیں ہے میری یہ فلم واقعی ہی روحانیت کے بارے میں ہوگی۔'' قلبِ مومن نے جیسے وہاں ہونے والی سرگوشیوں اور چہروں کو پڑھا تھا اور بے حد سنجیدگی سے اُس نے جیسے اپنی بات کی وضاحت کرنا شروع کی۔ اُس سے دو نشستیں چھوڑ کر بیٹھی ہوئی شیلی نے ذرا سا جھک کر برابر بیٹھے ہوئے عباس کے کانوں میں

سرگوشی کی۔

''یہ نشے میں ہے نا؟''

''سو فیصد نشے میں ہے......لگتا ہے کوئی نئی ڈرگ start کی ہے مومن بھائی نے۔'' عباس نے بے حد فکرمند انداز میں جواباً شیلی کے کانوں میں کہا۔

وہ دونوں اس بات چیت کے دوران سامنے سٹوڈیو میں بیٹھے میڈیا انڈسٹری سے منسلک لوگوں کے تاثرات کو بھی دیکھ رہے تھے اور وہ تاثرات کوئی خوش کُن نہیں تھے۔

''آج تک مجھ پر ہمیشہ یہ الزام لگتا رہا ہے کہ میں عورت کو اپنی فلمز میں objectify کرتا ہوں، میری ہر فلم صرف گلیمر اور ہیروئن کے جسم پر شروع ہو کر وہیں پر ختم ہو جاتی ہے......میں اس لیبل کو ختم کر دوں گا اپنی فلم میں اور میری ہیروئن نہ تو glamorous وارڈروب پہنے گی نہ ہی اُس کے کوئی آئٹم نمبرز ہوں گے......وہ soul searching کرے گی......کچھ بڑے ایشوز کو highlight کرے گی۔''

قلبِ مومن کہہ رہا تھا اور شیلی کی آنکھیں جیسے کُھلی کی کُھلی رہ گئی تھیں۔

''ہائے عباس میرا تو سر گھوم رہا ہے، یہ قلبِ مومن کیا کہہ رہا ہے......؟ میرا کوئی ڈانس نہیں ہوگا...... میں گلیمرس کپڑے نہیں پہنوں گی تو میں کروں گی کیا فلم میں؟'' اُس نے تقریباً روہانسا ہوتے ہوئے عباس کے کانوں میں کہا۔

''Soul searching'' عباس نے جواباً مذاق اُڑانے والے انداز میں اُس کے کانوں میں کہا۔

سامنے کُرسیوں پر بیٹھی ہوئی audience اب کُرسیوں میں پہلو بدلنے لگی تھی، یوں جیسے مومن کی باتیں اُن کے سر کے اوپر سے گزر رہی تھیں......اُنہیں بیزار کرنے کے علاوہ......وہ قلبِ مومن سے وہ سننے وہاں نہیں آئے تھے جو وہ سنا رہا تھا۔

''آپ میں سے کوئی بھی اگر اس حوالے سے مجھ سے کوئی سوال کرنا چاہتا ہو تو کر سکتا ہے۔'' قلبِ مومن نے بالآخر اس مختصر سی تمہید کے بعد سوال و جواب کے سیشن کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''بیٹھے بٹھائے spirituality کے موضوع پر فلم اور وہ بھی اُن سارے scandals کے بعد جو پچھلے چند ہفتوں سے سوشل میڈیا پر آپ کے حوالے سے آتے رہے ہیں، تو کیا یہ فلم اُن scandals کے بعد خراب ہوتے ہوئے آپ کے image کو بحال کرنے کی ایک کوشش سمجھی جائے؟'' پہلا سوال

ہی پرنٹ میڈیا میں شوبز کو کور کرنے والے ایک تیز وطرّار صحافی کی طرف سے آیا تھا اور پہلے سوال نے ہی قلبِ مومن کے سامنے بے یقینی اور بداعتمادی کے اُس ''K2'' کو دکھا دیا تھا جس کا سامنا اس فلم کی تکمیل کے مراحل میں اُسے ہونے والا تھا۔ وہ صحافی اختر کی طرف سے شروع کی جانے والی قانونی کارروائی اور نیہا کی طرف سے منظرِ عام پر آنے والی تصویروں کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

''مجھے scandals کی پروا نہیں ہے اور سوشل میڈیا پر آنے والے دو چار scandals کسی کو کروڑوں کی ایک فلم بنانے پر نہیں اُکساتے۔'' قلبِ مومن نے بے حد روکھے انداز میں کہا تھا۔

''لیکن spirituality کے بارے میں آخر فلم بنانا کیوں چاہتے ہیں آپ...... کیا آپ بھی بہت سے دوسرے مسلمان نوجوانوں کی طرح born again والے مسلمان ہو گئے ہیں'' اگلا سوال پہلے سے بھی تندو تیز تھا۔ قلبِ مومن نے ہنس کر جیسے اُس سوال کی کاٹ کو کاٹا تھا۔ ''نہیں نہیں born again مسلمان والا کوئی چکر نہیں ہے...... میں آج بھی صرف نام کا مسلمان ہوں۔'' اُس کے جملے پر سٹوڈیوں میں ہلکے قہقہے اُبھرے تھے۔

''اور finance کون کرے گا اس فلم کو...... یہ ہے سب سے بڑا سوال؟'' ایک اور سوال آیا۔ قلبِ مومن نے بے حد اطمینان سے پہلی row میں بیٹھے ہوئے بہت سارے برانڈز کے برانڈ مینیجرز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ان میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے...... Options بے شمار ہیں میرے پاس...... میری پہلی فلمز میں میرے لئے سب سے بڑا چیلنج یہ رہا تھا کہ اتنے سارے برانڈز تھے کہ میرے لئے یہ مشکل ہو رہی تھی کہ میں کس برانڈ کو on board لوں اور کس کو نہیں اور یہی صورتِ حال ہر بار کی طرح اس بار بھی ہو گی۔'' اُس کی خود اعتمادی قابلِ رشک تھی اور اُن برانڈ مینیجرز کے مسکراتے ہوئے چہروں نے جیسے اُس کو تقویت دی تھی۔ اگلے کچھ سوال اُن leaked تصویروں کے حوالے سے تھے جن کا جواب دینے سے قلبِ مومن نے معذرت کر لی تھی۔

پریس کانفرنس ختم ہوتے ہی قلبِ مومن کا خیال تھا ہمیشہ کی طرح وہاں موجود جرنلسٹس اور میڈیا والے اُسے گھیر لیں گے کُرید کُرید کر اُس سے اُس فلم کے بارے میں پوچھیں گے...... پہلی بار اُس کے پاس کوئی نہیں آیا تھا، وہاں موجود لوگ اُس hitea پر فوکس کئے ہوئے تھے جس کا انتظام کیا گیا تھا...... وہ اُس کے سٹیج چھوڑنے سے بھی پہلے اپنی نشستوں سے اُٹھ چکے تھے۔

''کسی کے ذہن میں ''روحانیت'' کے بارے میں کوئی سوال ہی نہیں ہے؟'' قلبِ مومن کو جیسے

UA BOOKS

اُن کے رویّے سے ایک جھٹکا سا لگا تھا۔ اُنہیں تجسس تھا تو یہ کہ وہ کیوں روحانیت پر فلم کر رہا تھا مگر کسی کو اس بات کی کُرید نہیں تھی کہ وہ بتانا کیا چاہ رہا تھا۔

قلبِ مومن کا خیال تھا جب وہ جرنلسٹس اور نیوز میڈیا کے نمائندوں کے گھیرے سے نکلے گا تو اُسے ان بڑے بڑے برانڈز کے نمائندے گھیر لیں گے جو اُس کی دوسری فلم کی announcement کا سنتے ہی شہد کی مکھیوں کی طرح وہاں آئے تھے، یہ بھی نہیں ہوا تھا۔ پریس کانفرنس کے فوراً بعد اُس کے لئے یہ ایک بڑا دھچکا تھا جب اُس نے باری باری اُن سب کو سٹوڈیو سے نکلتے دیکھا اور اُن میں سے زیادہ تر اُس سے ملے بغیر گئے تھے، یوں جیسے چپکے سے اُس کی نظروں سے اوجھل ہونا چاہتے تھے۔ قلبِ مومن نے پہلی بار خود ایک international brand کے برانڈ منیجر کو روک کر اس فلم کے حوالے سے financing کی بات شروع کی۔

''صنم کب شروع کریں گے آپ؟'' اُس برانڈ منیجر نے جواباً اُس سے کہا تھا۔

''اس فلم کے تقریباً آٹھ دس مہینے کے بعد۔'' قلبِ مومن نے اُسے بتایا۔

''Ohhh it's a long time I loved that story۔۔۔اور میرا برانڈ بھی بڑا keen تھا کہ وہ ذرا جلدی آجاتی۔''

سوفٹ ڈرنک کا گلاس ایک ہاتھ سے دوسرے میں منتقل کرتے ہوئے اُس نے قلبِ مومن پر اپنی مایوسی ظاہر کی۔

''ہاں وہ تو definitely آپ لوگ کریں گے لیکن اگر آپ لوگ چاہیں تو اس فلم میں بھی آجائیں ہمارے ساتھ۔'' قلبِ مومن نے کہا تھا۔ جواب سیدھا سیدھا آیا تھا۔

''We would have loved to do that Momin but the thing is......Spirituality کو میرا برانڈ کرے گا کیا؟ You know ہم تو سیل فون بیچتے ہیں تو اس spirituality کی کوئی relatability نہیں ہے ہماری پروڈکٹ کے ساتھ......تو یہ فلم آپ خود کرلیں پھر صنم کے لئے تو we are all game......'' Corporate انداز کی صاف گوئی میں اُس برانڈ منیجر نے اُسے بتایا تھا۔ قلبِ مومن کو جیسے چند لمحے یقین نہیں آیا کہ یہ جواب اُسے دیا گیا تھا۔

''آپ مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ میرے پروجیکٹ میں انٹرسٹڈ نہیں ہیں؟'' اُس نے بے ساختہ کہا تھا۔ ''نہیں نہیں یہ نہیں کہہ رہے ہم......صرف یہ بتا رہا ہوں کہ یہ فلم ہماری type کا پروجیکٹ نہیں ہے......صنم ہے......تو صنم کے لئے ہم کبھی بھی مل کر بات کر لیتے ہیں۔'' اُس نے مومن کا بازو ذرا

ساتھ پک کر اُسی پروفیشنل انداز میں کہا تھا۔

’’Ok، لیکن ہوسکتا ہے اس پروجیکٹ کے لئے میں آپ کے بجائے کوئی دوسرا برانڈ دیکھ لوں...... مارکیٹ میں سیل فون بھی تو بڑے ہوتے ہیں......آپ کا مجھے شاید suit نہیں کرتا......Excuse me۔‘‘ بڑے تیکھے لہجے میں کہتا ہوا وہ اُس کے پاس سے ہٹا تھا۔ اُس نے سٹوڈیو میں فلم کی کاسٹ کو تلاش کرنے کی کوشش کی۔ شیلی اور عباس دونوں ہی وہاں نہیں تھے۔

’’شیلی اور عباس کہاں ہیں؟‘‘ اُس نے اپنی طرف آتی ٹینا سے پوچھا تھا۔

’’وہ چلے گئے ہیں دونوں کو کسی پارٹی میں جانا تھا۔‘‘ ٹینا نے اُسے بتایا تھا۔ مومن کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزرا تھا، وہ رُکے بغیر بڑے اُلجھے انداز میں خالی ہوتے ہوئے سٹوڈیو میں سے نکل کر اپنے آفس میں آ گیا تھا اور چند ہی لمحوں میں داؤد اور ٹینا بھی وہاں آ گئے تھے۔

’’تو کیسا رہا میڈیا اور برانڈز کا ریسپانس؟‘‘ قلبِ مومن نے ہشاش بشاش نظر آنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

’’Hopeless۔‘‘ ٹینا نے بے حد کُھلے الفاظ میں اُس سے کہا۔ قلبِ مومن کے ماتھے پر بل آئے۔

’’میرا سوال یہ ہے باس کہ ہم یہ فلم کر ہی کیوں رہے ہیں جب ہم پہلے ہی ایک فلم کی تیاری کر چکے ہیں، وہ سب کچھ چھوڑ کر ہم یہ نئی فلم کیوں شروع کرنے جا رہے ہیں؟‘‘ داؤد نے کچھ تحمل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’میری مرضی میں جس بھی پروجیکٹ پر کام کرنا چاہوں اور کس کو پہلے کرتا ہوں، کس کو بعد میں...... یہ تم تو مجھے نہیں بتا سکتے۔‘‘ وہ اُس پر برسا تھا، داؤد نادم ہوا۔

’’اصل میں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آج پریس کانفرنس کے بعد شیلی اور عباس بھی بڑے کنفیوزڈ تھے بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ وہ ناخوش تھے تو غلط نہیں ہوگا۔ صوفیہ نے بھی مجھ سے کہا کہ وہ اس طرح کی فلم کے ساتھ اپنے لیبل کو منسلک نہیں کرنا چاہتی اس لئے وہ یہ وارڈروب نہیں کر سکے گی، اور برانڈز کا رویّہ تو آپ نے خود دیکھ لیا، کسی ایک نے بھی کوئی دلچسپی نہیں لی۔‘‘ ٹینا نے کچھ دھیمے انداز میں قلبِ مومن کو سمجھانے کی کوشش کی، وہ کچھ اور بھڑکا۔

’’کیا مطلب ہے تمہارا......؟؟ قلبِ مومن کے کیریئر کے سب سے بڑے پروجیکٹ میں کسی برانڈ کو دلچسپی نہیں ہے...... ایکٹرز ناخوش ہیں...... ڈیزائنر کام نہیں کرنا چاہتی۔‘‘ وہ بے حد تلخ ہوا تھا۔

’’بکواس ہے یہ سب...... میں خود بات کرلوں گا سب سے......میڈیا کو خریدا جاسکتا ہے، برانڈز کو پروپوزلز اور presentations بنا کر پروجیکٹ کی value سمجھائی جاسکتی ہے اور کاسٹ کو فلم چاہیے، پیسہ چاہیے...... کام مل جائے گا اُنہیں پھر اور کیا مسئلہ ہے؟‘‘ وہ ہتک آمیز انداز میں جیسے اُن کی قابلیت پر سوال اُٹھا رہا تھا۔

’’مسئلہ روحانیت ہے مومن......ان سب لوگوں کو آپ سے روحانیت نہیں چاہیے۔‘‘ ٹینا نے اُسے کچھ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔

’’پھر کیا چاہیے مجھ سے؟‘‘ مومن کا چہرہ سُرخ ہوا۔

UA BOOKS

’’وہی چیز جس کے لئے آپ مشہور ہیں......گلیمر......entertainment......مختصر لفظوں میں مصالحہ......‘‘ ٹینا نے کہا۔

’’ان لوگوں کو ایک hit فلم چاہیے اور مومن کی ہر فلم hit ہوتی ہے اب تک......وہ جانتے نہیں کیا میرا calibre۔‘‘ وہ دوبارہ ٹینا پر برسا تھا۔

’’اُنہیں کسی بھی caliber کے ڈائریکٹر سے روحانیت پر بنائی جانے والی کسی فلم میں دلچسپی نہیں ہے کیونکہ جو crowd سینما فلم دیکھنے جاتا ہے، وہ تفریح چاہتا ہے، تھرکنا چاہتا ہے، اچھا وقت گزارنا چاہتا ہے......اُنہیں food for thought نہیں چاہیے......سات سو کی ٹکٹ خرید کر انہیں soul searching نہیں کرنی......آپ کیوں یہ بات نہیں سمجھ رہے کہ آپ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی کامیابیوں کے ٹریک ریکارڈ کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ فلم hit نہیں ہوگی......کوئی نہیں جائے گا اسے دیکھنے۔‘‘ ٹینا بے حد جذباتی انداز میں کہتی چلی گئی تھی۔

’’قلبِ مومن کی فلم فلاپ نہیں ہوسکتی...... میں ہر ایک کو غلط ثابت کروں گا...... جیسے ہمیشہ کرتا آیا ہوں۔‘‘ اُس نے ٹینا کو مزید کچھ بولنے نہیں دیا تھا، وہ اُٹھ کر اپنے آفس سے نکل گیا تھا۔

’’مومن بھائی کو کسی سائیکولوجسٹ سے ملنے کی ضرورت ہے...... تمہیں نہیں لگتا؟‘‘ داؤد نے اُس کے باہر نکلتے ہی ٹینا سے کہا تھا۔

’’ہاں اور عنقریب یہ ضرورت ہمیں بھی پیش آئے گی۔‘‘ ٹینا بڑبڑائی تھی۔

☆......☆......☆

قلبِ مومن تقریباً آدھی رات کو اپنے اپارٹمنٹ میں گھسا تھا۔ وہ ایک بُرا دن تھا ساری ہمت توڑ دینے والا دن لیکن ضد کو جیسے اور پکا کر دینے والا دن۔ وہ جتنے اچھے موڈ میں گھر سے نکلا تھا، اُتنے ہی

خراب موڈ میں واپس آیا تھا۔ لاؤنج کا LCD آن کرتے ہوئے وہ بے مقصد چینل سرفنگ کرنے لگا اُس کی نظریں ہر چینل پر جیسے اپنی اُس پریس کانفرنس اور فلم کی announcement کی کوریج کا کوئی کلپ دیکھنا چاہتی تھی...... کوئی تبصرہ...... کوئی بریکنگ نیوز...... کسی بھی لوکل چینل پر قلبِ مومن کے حوالے سے کوئی خبر نہیں تھی۔ پرائم ٹائم نیوز ریوائنڈ کر کر کے دیکھنے کے باوجود بھی۔

قلبِ مومن نے پہلی بار اپنے آپ کو nobody محسوس کیا، یہ آسانے سے جانے والا احساس نہیں تھا۔ اُس نے زیرِ لب کچھ گالیاں بکیں اور کن کو بکیں تھیں وہ خود بھی نہیں جانتا تھا پھر وہ لوکل entertainment چینلز سے غیر ملکی چینلز پر آ گیا تھا اور تب ہی اُس نے ایک انڈین چینل پر انٹرٹیمنٹ نیوز میں سکرین پر مومنہ سلطان کا چہرہ دیکھا۔ نیوز اینکر اُس کی ایک تصویر دکھاتے ہوئے اُس کے حوالے سے خبر دے رہی تھی اور قلبِ مومن نے پلک جھپکتے میں مومنہ کا چہرہ پہچانا تھا۔

''ودیا بالن کی جگہ جس ایکٹریس کو Cliff Hector کی اگلی فلم The Lost Cause میں کاسٹ کیا گیا ہے وہ کوئی انڈین ایکٹریس نہیں ہے، بلکہ پاکستان سے تعلق رکھنے والی ایک اُبھرتی ہوئی اداکارہ ہیں، مگر پاکستانی میڈیا کو مومنہ سلطان کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات نہیں ہیں...... مگر جہاں بالکل آخری سمے میں ودیا بالن نے پاکستان جانے سے انکار کر کے اس فلم کو کھایا، وہاں مومنہ سلطان کو ملنے جا رہا ہے ہالی ووڈ میں اُن کا پہلا بڑا بریک۔ اب کیا وہ اس موقع سے فائدہ اُٹھا پاتی ہیں یا نہیں، یہ چند مہینے میں ہی فلم کے پہلے ٹریلر لانچ میں سامنے آ جائے گا۔'' قلبِ مومن چینل بدل نہیں سکا، presenter اب کوئی اور خبر پڑھ رہی تھی جبکہ وہ فون پر داؤد کو کال کر رہا تھا۔

''تم ایک ایکٹریس کو لائے تھے جس نے بہت بدتمیزی کی تھی میرے ساتھ...... مومنہ سلطان ہی نام تھا نا اُس کا......؟'' داؤد کی غنودگی بھری آواز سُنتے ہی اُس نے پوچھا تھا۔ ''جی مومن بھائی...... ہالی ووڈ فلم کرنے گئی ہوئی ہے وہ آج کل۔'' وہ غنودگی کی کیفیت میں بھی قلبِ مومن کو جتائے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

''یہاں پر تو دوپٹہ بھی اُتارنے پر تیار نہیں تھی۔ ہالی ووڈ کے لئے سارے اصول بدل گئے ہوں گے اُس کے۔'' قلبِ مومن نے مذاق اُڑانے والے انداز میں داؤد سے کہا تھا، یوں جیسے وہ متاثر نہیں ہوا تھا۔

''نہیں مومن بھائی ایک American born Pakistani کی گونگی بیوی کا رول کر رہی ہے جس کے شوہر پر دہشت گردی کا جھوٹا الزام لگتا ہے اور وہ خودکشی کر لیتا ہے، تو پھر اُس کی بیوی اُس کی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے قانونی جنگ لڑتی ہے۔'' داؤد نے بڑے مدافعانہ انداز میں اُسے فوراً رول

UA BOOKS

سنایایوں جیسے وہ اُسے defend کرنا چاہتا ہو۔

''کافی بکواس رول ہے۔'' وہ کہے بغیر نہیں رہ سکا اور اُس نے فون بند کر دیا۔ ریوائنڈ کر کے اُس نے ایک بار پھر اُسی چینل پر وہ خبر سُنی تھی، اور عجیب سی بے چینی اور جیلسی کا شکار ہوا تھا۔ شاید نہ ہوتا اگر آج اُس نے پہلے ہی یہ پریس کانفرنس نہ بھگتائی ہوتی۔ وہ بہت بڑے بینر کی فلم تھی جس کا حصہ بن کر وہ ہالی ووڈ میں موجود تھی اور قلبِ مومن اس شاک سے جیسے باہر نکلنا چاہتا تھا کہ شاید وہ واقعی ایک بڑے سٹار کو دریافت کرنے کا سہرا اپنے سر نہیں سجا سکا۔ وہ اُس وقت صرف یہی سوچنا چاہتا تھا کہ مومنہ سلطان ہالی ووڈ میں کام کرے گی ایک اتفاقی چانس ملنے پر......اور بس......اتفاقات روز روز نہیں ہوتے اور نہ ہی مومنہ سلطان کے لئے ہوں گے۔

☆......☆......☆

مگر قلبِ مومن کی خواہش، توقع اور اندازہ کم از کم مومنہ سلطان کے بارے میں بالکل غلط ثابت ہوئے تھے۔ وہ چند سینز کے لئے اُس فلم کا حصہ بنی تھی اور پھر وہ چند سینز ودیا بالن کے اُس رول میں تبدیل ہو گئے تھے جو فلم کے اہم کرداروں میں سے ایک تھا اگر مین لیڈ نہیں بھی تھا تو......اور یہ سب کچھ اُس کے امریکہ پہنچنے کے چند دنوں کے اندر اندر ہوا تھا۔ اُس سے فلم کی کاسٹنگ کے وقت دو رولز کے لئے آڈیشن کیا گیا تھا مگر اُسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اُسے اُس دوسرے اہم رول کے لئے reserve میں رکھ لیا گیا تھا، وہ فلم کے ڈائریکٹر کو آڈیشن میں بھی اس حد تک متاثر کر گئی تھی اور پھر ودیا بالن کے انکار نے جیسے اُس کے لئے سب کچھ بے حد آسان کر دیا تھا۔ وہ سارے perks اور previliges جو ودیا بالن کو ملنے والی تھیں، وہ مومنہ سلطان کے حصے میں بیٹھے بٹھائے آ گئی تھیں، خواہش کئے بغیر......سنوکر کی میز پر اُس گیند کی طرح جسے پلیئر pocket نہ کر سکنے کی پوزیشن میں ہوتا ہے اور پھر بھی وہ ایک اتفاقی hit لگنے پر pocket ہو کر اُسے مقابلے کا فاتح بنا دیتی ہے۔

امریکہ میں اپنے نئے کانٹریکٹ پر دستخط کرتے ہوئے وہ اس بار جذباتی نہیں تھی۔ پچھلی بار اس کانٹریکٹ کو سائن کرتے ہوئے وہ ساتویں آسمان پر تھی کیونکہ اُسے جہانگیر کی زندگی دِکھنے لگی تھی، اب اُن پیپرز پر جو بھی لکھا ہوا تھا، وہ مومنہ سلطان کی اپنی زندگی کے لئے تھا......وہ سب کچھ خود اُسے چُن رہا تھا، وہ اُنہیں نہیں۔

وہ فور سٹار سے فائیو سٹار ہوٹل میں منتقل کر دی گئی تھی، اُس کے لئے گاڑی مختص ہو گئی تھی۔ شوٹنگ کے لئے اُسے الگ وینٹی وین دے دی گئی تھی اُس کے ساتھ اب ایک پوری ٹیم تھی جو اُس کی ایک ایک چیز

UA BOOKS

کو دیکھ رہی تھی۔ کھانے پینے سے وارڈ روب تک، میک اپ سے سکن کیئر اور فٹنیس تک......اور اس سب چکا چوند کے درمیان کبھی کبھار سین کرواتے ہوئے اُس کے کانوں میں فیصل کے جملے گونجتے اور اُسے پانی پانی کر دیتے۔ ''تم ہاتھوں سے تھوڑا کما رہی ہو، تم تو اپنے چہرے اور جسم سے کما رہی ہو۔''

وہ کیمرہ کے سامنے کھڑے اپنی لائنز بھول جاتی......وہ لائنز جو اُسے سائن لینگویج میں ادا کرنی تھیں، وہ بار بار اُن سارے جملوں کو سر سے جھٹک کر بھول جانا چاہتی تھی۔ کچھ بھی یاد نہیں رکھنا چاہتی تھی اس گونج سے باہر نکلنا چاہتی تھی......

''کوئی بات نہیں......ایسے بھی سخت لفظ نہیں تھے۔'' وہ بار بار خود کو heal کرنے کے لئے دہراتی مگر ذہن ماننے پر تیار نہیں تھا۔ لفظ سخت نہیں تھے، ''کہنے والا'' دلیر تھا اُس کی زبان سے نکلنے پر وہ خنجر بنے تھے کوئی اور کہتی تو مومنہ دوسری تیسری بار سوچتی تک نہیں۔

اُسے رد کر دینے کی دلیری دکھا دینے کے باوجود جو ہمّت وہ اپنے اندر پیدا نہیں کر پائی تھی وہ ثریا اور سلطان کو اس رشتہ کے ختم کر دینے کا انکشاف تھا۔

''تم نے فیصل کو امریکہ کا نے کا نہیں بتایا؟ وہ گھر آیا تھا۔'' ثریا نے اُس کے جانے کے دوسرے دن فیصل کے گھر آنے کی اطلاع امریکہ پہنچنے پر گھر کی جانے والی پہلی کال پر ہی دے دی تھی۔

''بتایا تھا اماں وہ بھول گیا ہوگا۔'' اُس نے ثریا کو ٹالا۔

''ایسے کیسے بھول گیا؟'' ثریّا کو یقین نہیں آیا۔

''بھولتا ہے وہ بہت شروع سے ہی عادت ہے اُس کی......اچھا پھر بعد میں فون کروں گی۔'' اُس نے کہتے ہوئے لائن کاٹ دی تھی۔ ثریا ماں تھی او وروہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ دو جملے اور بول کر چوروں کی طرح پکڑی جائے۔ وہ یہ انکشاف اُن پر کرنے کے لئے چند دن انتظار کرنا چاہتی تھی مگر اب ہفتے گزر گئے تھے۔ وہ روز سلطان اور ثریا سے بات کرتی تھی۔ وہ روز فیصل کا ذکر کرتے اور وہ خاموشی سے سُنتی رہتی، اُس کے بھیجے ہوئے پیسوں سے اُس کے جہیز کی تیاری کی پُرجوش انداز میں سُنائی جانی والی خبریں بھی اُس کے بار بار منع کرنے کے باوجود اور پھر یہ گلے بھی کہ اُس کے امریکہ جانے کے بعد سے فیصل نے کہ رابطہ کیا نہ وہ سلطان اور ثریا کا فون اُٹھاتا ہے۔ اور وہ ہر بار اُن دونوں سے جھوٹ بولتے ہوئے اُنہیں اُس کی مصروفیت اور tours کے قصے سنانے بیٹھ جاتی۔ وہ ہالی ووڈ میں اپنی اداکاری کی قابلیت پر کام کر رہی تھی، اتنی اداکاری تو وہ ماں باپ کے سامنے بھی کر ہی لیتی کہ وہ اُس کی بات پر یقین کرتے۔

''تم سے تو رابطہ کرتا ہے نا؟'' ثریا ہر ایسے موضوع کا اختتام ایک ہی سوال پر کرتی اور وہ بے حد

UA BOOKS

ڈھٹائی سے کہتی ''ہاں'' اور ثریا کسی بچے کی طرح بہل کر مطمئن ہو جاتی۔

اور ایسی ہی کم ہمّتی وہ اقصیٰ کے ساتھ فون پر رابطے میں دکھاتی۔ وہ اُس سے بھی یہ کہہ نہیں پا رہی تھی کہ فیصل اور اُس کے درمیان اب کچھ نہیں رہا۔ اقصیٰ فون پر اُس کی exciting life کے بارے میں کُریدتے کُریدتے فیصل کا ذکر چھیڑتی اور مومنہ آئیں بائیں شائیں کرتے ہوئے سوال گول کرتی رہتی۔

کچھ دن کے لئے اس کی زندگی میں ایک پریوں کی کہانی آئی تھی اور وہ اُس سے نکل آنے کے بعد بھی خود سے جڑے ان سب لوگوں کی زندگی کو ویسا ہی رکھنا چاہ رہی تھی..... کہ وہ یہ سمجھتے رہتے کہ اُس کی زندگی میں اب سب اچھا تھا۔ سب ٹھیک تھا۔

اور اس سب کے دوران اُسے براڈوے سے اپنی انڈین ایجنٹ کے ذریعہ پہلی آفر آئی تھی۔ وہ تھیٹر آرٹسٹ نہیں تھی، نہ براڈوے اُس کا خواب تھا، مگر مومنہ سلطان جیسے اب ہر موقع کا فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔ وہ اتنا کام کرنا چاہتی تھی کہ اُس کے پاس کچھ بھی سوچنے کے لئے وقت نہ ہوتا...... مشین کی طرح......

اُس نے براڈوے کا وہ play سائن کر لیا تھا جو امریکہ میں بسنے والے کچھ انڈینز کے بارے میں تھا اور جس دن اُس نے اُس play کے لئے کانٹریکٹ سائن کیا تھا اُس دن اُسی انڈین چینل پر جس پر قلبِ مومن نے مومنہ سلطان کی پہلی فلم کے بارے میں خبر سُنی تھی اُسے مومنہ سلطان کے براڈوے play کے بارے میں بھی خبر مل گئی تھی...... ہالی ووڈ کے ایک بڑے بینر کے ساتھ کی جانے والی فلم اتفاق ہو سکتی تھی، براڈوے اتفاق تھا تو مومنہ سلطان سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں تھا۔ قلبِ مومن نے LCD پر اُس خبر کو دیکھنے کے بعد مومنہ سلطان کو سوشل میڈیا پر ڈھونڈنا شروع کیا تھا۔ وہ اب لاشعوری انداز میں اُسے کھوج رہا تھا۔

☆......☆......☆

''ساری دُنیا کی لعنت پڑے گی اُس پر، ناس پیٹا مردود...... بالیاں لے کر بھاگ گیا میری...... کیسے پائی پائی جوڑ کر بنائی تھیں۔'' جھومر نے گلی کے تھڑے پر چوکڑی مارے بیٹھے زاروقطار روتے ہوئے کہا تھا۔ وہ تالیاں اور گالیاں بیک وقت دے رہا تھا۔ سلطان اُس کے سامنے خاموش بیٹھا آدھ گھنٹے سے اُس کے ساتھ ہونے والے دھوکے کے بارے میں سُن رہا تھا جو اُس کے کسی ''محبوب'' نے اُس کے ساتھ کیا تھا۔

''جھومر بڑی بدقسمت ہے محبت کے معاملے میں......اتنا حُسن اور جوانی دے کے بھی اللہ آزما رہا ہے......بس کردے میرے مالک بس کردے۔'' وہ اب گلے میں پڑا رسی نما دوپٹہ پھیلا کر اللہ سے دہائیاں دینے لگا تھا۔

''جھومر میرے لئے کوئی کام ڈھونڈ'' اُس کے رونے دھونے کے بیچ میں سلطان نے اُسے ٹوک کر کہا تھا۔ جھومر نے روتے روتے جیسے چند لمحوں کا توقف کیا اور اُس سے کہا۔

''ابھی تو کوئی فنکشن نہیں ہے میرے پاس سلطان بھائی، ملتا ہے کوئی فنکشن مجھے تو آتی ہوں تیرے پاس میک اپ کرانے...... ہائے میری بالیاں......ڈیڑھ تولے کی تھیں۔'' اُس نے سلطان کی بات کا جواب دینے کے بجائے پھر سے دہائیاں دے کر رونا شروع کر دیا تھا۔

''نہیں جھومر میک اپ کا کام نہیں......کوئی اور کام......سیلز مینی یا چوکیداری کا......'' سلطان نے اس بار کچھ جھجھکتے ہوئے اُس سے کہا تھا۔

''سیلز مینی میں کھڑا ہونا پڑتا ہے سلطان بھائی، چوکیداری کے لئے بھاگنا پڑتا ہے......تو دونوں کام نہیں کرسکتا اور وہ کام چھوڑنا کیوں چاہتا ہے جس سے اللہ تجھے رزق دے رہا ہے؟'' جھومر نے حسبِ معمول اپنے رونے دھونے کے بیچ میں توقف کر کے اُس سے سوال وجواب کیے۔

''وہ مومنہ کے سسرال والے بڑے امیر لوگ ہیں، اُن لوگوں کو پسند نہیں ہے یہ کام...... میں نے لڑکے سے وعدہ کیا تھا کہ یہ کام چھوڑ دوں گا......اب اتنے ہفتوں سے کوئی اور کام ڈھونڈ رہا ہوں اور کوئی کام نہیں مل رہا۔'' سلطان نے اپنا مسئلہ بتایا۔ جھومر اپنا رونا دھونا بھول کر یک دم تڑپ اُٹھا، تالی بجاتے ہوئے اُس نے کہا۔

''کیوں لڑکے کی ماں بہنیں میک اپ نہیں کراتیں...... پارلروں میں جا کر...... امیروں کی عورتیں......لڑکا نہیں جاتا پارلر...... تو تُو کیوں وعدے کرتا پھر رہا ہے کام چھوڑنے کے......کام ہے تیرا سلطان بھائی کام۔'' جھومر نے کہا۔

''کرسکتا ہوں یہ ساری باتیں میں بھی جھومر پر مومنہ کے لئے کر رہا ہوں سب کچھ......ایک اولاد ہی رہ گئی ہے میری اب اُس کا مستقبل میری اُس قربانی سے سنورتا ہے تو سنور جائے......اُس نے پہلے ہی بڑی قربانیاں دی ہیں ہمارے لئے۔'' سلطان نے بے حد مدھم آواز میں اُس سے کہا۔ جھومر کے غبارے سے مومنہ کے نام پر جیسے ہوا نکل گئی۔

''مومنہ باجی کے لئے کر رہا ہے تو پھر تو ٹھیک ہی ہے، پر وہ تو خود امریکہ گئی ہوئی ہیں فلم

کرنے......وہ چھوڑیں گی فلم؟'' جھومر نے تجسس سے پوچھا تھا۔

''آخری فلم ہے یہ اُس کی بس پھر گھر بیٹھے گی ان شا اللہ'' سلطان نے عجیب سی خوشی کے ساتھ کہا تھا۔

''آگے پیچھے نوکر پھریں گے اُس کے، راج کرے گی۔'' سلطان نے فخریہ انداز میں کہا۔

''تیرے دل کو کچھ نہیں ہوگا وہ ڈبہ ہمیشہ کے لئے بند کرتے جس پر حسنِ جہاں کی تصویر لگا رکھی ہے تُو نے سالوں سے۔'' جھومر نے اُس کی بات سننے کے بعد اُس سے بڑا ٹیڑھا سوال کیا تھا۔ سلطان ایک لمحہ کے لئے چپ ہو گیا تھا۔

''دل کا کیا ہے جھومر......دل کو سمجھا لیتا ہے انسان......حسنِ جہاں گئی تو سمجھا لیا......جہانگیر گیا تو سمجھا لیا۔'' سلطان نے عجیب سے انداز میں ہنستے ہوئے نم آنکھوں کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

☆......☆......☆

''ایک بُری خبر ہے۔'' دروازہ کھول کر اندر آتی ہوئی ٹینا نے کہا تھا۔ قلبِ مومن استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔ ''ابھی کوئی بُری خبر باقی رہ گئی ہے؟'' ٹینا کو اندازہ تھا اُس کا اشارہ اُن اخبارات اور میگزینز کی طرف تھا جنہوں نے یا تو اُس کی پریس کانفرنس کو کور کرنے کے باوجود کوریج نہیں دی تھی اور اگر دی تھی تو مذاق اڑانے والے انداز میں۔

''Telefine نے صنم کی Sponsorship سے معذرت کرلی ہے۔'' ٹینا نے جیسے اُس کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

''What?'' قلبِ مومن کو جیسے کرنٹ ہی لگ گیا تھا۔

''احسن کے ساتھ اُس کی فلم کی Sponsorship کے لئے deal سائن کرلی ہے انہوں نے۔'' ٹینا نے جیسے ایک اور دھاکہ کیا۔ ''یہ کر کیسے سکتے ہیں وہ......میٹنگ کے لئے ٹائم لو اُن سے فوری طور پر۔'' قلبِ مومن شدید پریشان ہوا تھا۔

''انہیں اگلے چھ مہینے میں کوئی بڑا پراجیکٹ کرنا تھا اور آپ نے صنم کو Hold پر ڈال دیا تو برانڈ بیک آؤٹ کر گیا۔'' ٹینا نے جیسے اُسے برانڈ کی ناراضگی کی وجہ بتائی۔

''کر تو رہا ہوں بڑا پراجیکٹ اُسی ٹیم کے ساتھ......اُس سے بڑی پروڈکشن۔'' وہ بے حد پریشانی کے عالم میں بولا تھا۔

''وہ مذہب سے related کچھ نہیں کرنا چاہتے۔'' ٹینا نے کہا۔

''مذہب......؟ یہ روحانیت ہے مذہب کی بات نہیں ہے اور روحانیت تو universal theme ہے۔'' وہ جیسے ٹینا کو ہی وہ وضاحتیں دینے لگا تھا، جو اُسے شائد برانڈ کو دینی چاہیے تھی۔

''باس اُن کے لئے مذہب اور روحانیت ایک ہی چیز ہے۔'' ٹینا نے دوٹوک انداز میں اُس سے کہا۔

''کیا ایک ہی چیز؟'' قلبِ مومن جھنجھلایا۔ ''fundamentalism...... بنیاد پرستی۔'' ٹینا نے صاف گوئی سے کہا۔ قلبِ مومن اُس کا چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔

''You are kidding me.''

''یہ سب میں نہیں کہہ رہی اُن کی ٹیم نے مجھ سے کہا ہے۔ انہیں مذہب اور روحانیت کے پاس سے بھی نہیں گزرنا...... اُن کے لئے untouchable subject ہے یہ taboo ہے اُن کے برانڈ کے لئے۔'' وہ اُسے پھر سمجھانے لگی تھی۔ ''آپ دس meetings کرلیں اُن کے ساتھ اُنہیں فرق نہیں پڑے گا۔ وہ بہت کلیئر ہیں اس معاملے میں۔ کارپوریٹ ورلڈ ہے یہ اور آپ کو پتہ ہے کیسے چلتی ہے یہ...... اسی لئے آپ سے کہہ رہی تھی یہ رسک نہ لیں...... بہت بڑا رسک ہے۔''

''قلبِ مومن لے سکتا ہے یہ رسک اور لے گا۔'' وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا۔ کروڑوں کی ڈیل ڈوب جانے پر بھی اُسی طرح تھا۔

''میرے پاس سٹارز ہیں...... پاکستان کی فلم انڈسٹری کے سپر سٹارز...... کوئی بھی برانڈ آجائے گا میرے ساتھ...... Telefine جائے بھاڑ میں۔'' وہ اب غضبناک ہو رہا تھا۔

ٹینا کچھ دیر خاموش رہی پھر اُس نے مدھم آواز میں اُس سے کہا۔ ''اُن سٹارز سے ایک بار بات کرلیں آپ۔'' قلبِ مومن نے نہ سمجھنے والے انداز میں اُس کا چہرہ دیکھا۔

''کیا بات کرلوں؟'' وہ واقعی ہی نہیں سمجھا تھا۔

''کہ کیا وہ فلم کریں گے بھی یا نہیں؟'' ٹینا نے اپنے لہجے کو حتیٰ المقدور نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی اُسے اب قلبِ مومن پر ترس آنے لگا تھا۔ وہ ایک ہی دن میں اُس پر بُری خبروں کا انبار نہیں لادنا چاہتی تھی لیکن شاید قلبِ مومن کے ستارے گردش میں آگئے تھے یا پھر وہ خود گردش میں آ گیا تھا۔

☆......☆......☆

''جان میں تو صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ پہلے صنم کو شوٹ کر لیتے ہیں جس پر اتنا کام کر کے رکھا ہے پھر اس فلم پر کام کرلیں گے۔ دیکھو نا ابھی تو preproduction ہونی ہے اس فلم کی اور پتہ نہیں کیا

ہونا ہے۔Spiritual فلم بنانا آسان تھوڑی ہے۔'' شیلی نے اپنے لہجے کو حتیٰ المقدور شہد بناتے ہوئے اُس سے کہا تھا۔ ٹینا نے شیلی کے اعتراضات قلبِ مومن کو پہنچا دیئے تھے اور اب وہ اُس سے مل رہا تھا۔

''ہو جائے گا سب کام...... تم پریشان مت ہو...... میں اُن ہی dates میں شوٹ کروں گا جن میں میں نے صنم کو شوٹ کرنا تھا۔ دیر ہوئی بھی تو چند ہفتوں کی ہوگی...... مہینوں پر نہیں جائے گی بات۔'' قلبِ مومن نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا تھا۔

''لیکن صنم کو پہلے شوٹ کر لینے میں اعتراض کیا ہے تمہیں جان؟'' شیلی اُس کی تسلی سے جیسے مطمئن نہیں ہوئی تھی۔

''میں نے تمہیں بتایا ہے شیلی مجھے یہ فلم صنم سے پہلے شوٹ کرنی ہے۔ تمہیں کیوں اعتراض ہے اس پر؟'' اس نے جواباً شیلی سے کہا تھا۔

''مجھے نہیں سب ہی کو اعتراض ہے جان دیکھو بُرا مت منانا لیکن کسی کو بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ بیٹھے بٹھائے صنم کو hold پر کیوں ڈال دیا تم نے...... اور پھر ایک Spiritual فلم کے لئے...... جان اتنا experimental کیوں ہو رہے ہو تم؟'' قلبِ مومن اُس کا چہرہ دیکھ رہا تھا یہ وہ شیلی تھی جو اُس سے کسی فلم کے حوالے سے سوال تک نہیں کرتی تھی اعتراض تو دور کی بات تھی جو قلبِ مومن کی بنائی گئی ہر چیز میں مفت بھی کام کرنے پر تیار ہو جاتی تھی اور آج وہ اُسے کہہ رہی تھی کہ وہ experimental ہو رہا تھا۔

''یہ صرف میرے اعتراض نہیں ہیں۔ عباس کو بھی بڑی شکایتیں ہیں تم سے۔'' شیلی اُس کی نظروں سے جیسے کچھ گڑبڑائی تھی اور اُس نے کہا تھا۔

''عباس کو کہہ دینا کہ اُسے زیادہ اعتراض ہے تو نہ کرے وہ کام اور تمہیں اعتراض ہے تو تم بھی سوچ لو۔'' قلبِ مومن کی اب جیسے ہمت جواب دینے لگی تھی۔

''نہیں وہ سکرپٹ نہیں ہے اور کہانی کا کوئی آئیڈیا نہیں ہے تو اس لئے کنفیوژن ہے ورنہ یہ تو نہیں کہہ رہے کہ کام نہیں کریں گے جان۔'' شیلی اُس کے اکھڑے انداز میں یک دم گڑبڑائی تھی اور اُس نے وضاحت دینے والے انداز میں ایک نیا جواز دینے کی کوشش کی۔ اُس کے سامنے جیسے آگے کنواں پیچھے کھائی والی صورت حال تھی۔ وہ قلبِ مومن کو خفا کرتی تو پھر صرف اس فلم سے نہیں قلبِ مومن کی آنے والی ہر فلم سے آؤٹ ہوتی۔

''سکرپٹ پر بیٹھ رہا ہوں اس ہفتے بغیر سکرپٹ کے فلم نہیں کرتا کوئی...... اتنا الّو کا پٹھا نہیں ہوں میں۔'' قلبِ مومن نے اُسی جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

''اور جب تم روح کی بات کرو گے تو یہ سارے لوگ جنہیں تم دوست اور ساتھی کہتے ہو تمہیں چھوڑ جائیں گے۔'' عبدالعلی کے جملے اُسے پچھلے کئی دنوں سے haunt کر رہے تھے۔

☆......☆......☆

''چل سلطان فیصل کی طرف چلنا ہے آج۔'' سلطان گھر میں داخل ہوا ہی تھا جب ثریا چادر لپیٹے ہوئے اندر کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔

''کس لئے؟'' سلطان حیران ہوا تھا۔

''اتنے ہفتے ہو گئے کوئی رابطہ نہیں ہوا میرا تو اب دل ہولنے لگا ہے۔'' ثریا اُسے اپنی پریشانی بتا رہی تھی۔ ''مومنہ کہتی ہے وہ ملک سے باہر ہے مگر آخر کتنی دیر باہر رہنا ہے اُس نے...... آج جائیں گے اُس کے گھر اور اُس کی امی سے مل کر آئیں گے اگر فیصل نہ ملا تو بھی۔'' ثریا نے دوٹوک انداز میں کہا تھا۔

''ہاں یہ ٹھیک کہا تو نے لیکن مومنہ سے مشورہ نہ کر لیں پہلے۔'' سلطان نے اُس کی بات سے ہاں میں ہاں ملائی لیکن پھر جیسے متامل ہوا۔

''کوئی ضرورت نہیں اس کی...... ہم ماں باپ ہیں اس کے وہ ماں باپ نہیں ہے ہماری...... چل رکشہ پکڑ...... پتہ ہے نا تمہارے پاس؟'' ثریا نے اُس کی بات پر زیادہ توجہ دینے کی بھی زحمت نہیں کی تھی وہ بیرونی دروازے کی طرف چل دی تھی۔

''ہاں وہ جس دن اپنی ماں کو لایا تھا تو دے کر گیا تھا...... میرے پاس رکھا ہے...... اندر سے لاتا ہوں۔'' سلطان کو یک دم یاد آیا تو وہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگا۔ ''ہاں اور دیکھ پھل اور مٹھائی بھی لینے ہیں رستے میں پہلی بار اُن کے گھر جا رہے ہیں۔'' اُس نے جاتے ہوئے سلطان کو ٹوکا۔

''ہاں ہاں وہ تو لیں گے خالی ہاتھ تھوڑی جائیں گے بیٹی کے سسرال۔ سلطان نے ہنستے ہوئے کہا تھا اور اندر کمرے میں چلا گیا چند منٹوں بعد وہ نمودار ہوا تو ایک دوسرے لباس میں ملبوس تھا اور بڑے فاتحانہ انداز میں اُس نے ایک کاغذ ہوا میں لہرایا تھا۔

''مل گیا اُس کا پتہ۔'' ثریا کا چہرہ بھی چمکا۔

''اور دیکھو چائے پینے نہ بیٹھ جانا...... وہ لوگ تو کھانے کے لئے بھی کہیں گے مگر ہم نے نہیں بیٹھنا...... سمجھے۔'' ثریا اب اُس کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف جاتے ہوئے جیسے اُسے سمجھا نہیں رٹوا رہی تھی۔

''ہاں ہاں جانتا ہوں سب...... بیٹی کا سسرال ہے...... کہاں کچھ کھانے بیٹھوں گا اتنا بھی کم

عقل نہ سمجھ تو سلطان کو۔'' سلطان نے اُسے جیسے یقین دلایا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ اُسے وہاں کس طرح برتاؤ کرنا تھا۔

ایک رکشہ پکڑ کر ڈھیر ساری مٹھائی اور پھل لیتے ہوئے وہ ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت طے کرتے ہوئے شہر کے دوسرے کونے میں جب فیصل کے گھر پہنچے تھے تو شام ہو چکی تھی اور فیصل کا گھر برقی قمقموں سے روشن تھا۔ رکشے سے شاپر پکڑے اُترتے ہوئے ثریا اور سلطان نے بڑی حیرت سے اُس گھر کو دیکھا تھا جہاں یقیناً اس وقت کوئی فنکشن ہو رہا تھا۔

''ایڈریس تو یہی بتایا تھا اُس نے۔'' سلطان نے کاغذ کے اُس ٹکڑے پر ایڈریس دیکھا اور پھر نیم پلیٹ اور اُس کے برابر میں لکھے ہوئے نمبر کو۔

''یہ گھر پر بتیاں کیوں لگی ہوئی ہیں؟'' ثریا کچھ اُلجھی تھی۔

''کوئی پارٹی ہو رہی ہے شاید۔'' سلطان نے اندازہ لگایا۔

''غلط پتے پر نہ آ گئے ہوں پتہ دوبارہ دیکھ کوئی پارٹی ہوتی تو ہمیں کیوں نہ بُلاتے وہ......رشتہ دار ہیں اب تو ہم۔'' ثریا جیسے بے چین ہوئی تھی۔

''پوچھتا ہوں چوکیدار سے۔'' سلطان نے آگے بڑھتے ہوئے گھر کے کھلے دروازے کے پاس کھڑے چوکیدار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ فیصل صاحب کا گھر ہے کیا؟'' سلطان نے چوکیدار سے سلام دعا کے بعد کہا۔

''ہاں جی۔ آپ اُن کی شادی میں شریک ہونے آئے ہیں؟'' چوکیدار نے جواباً اُن دونوں سے پوچھا۔ سلطان اور ثریا نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اُنہیں لگا اُنہی سننے میں غلط فہمی ہوئی تھی۔

''فیصل کی شادی؟'' سلطان نے بمشکل تھوک نگلتے ہوئے کہا تھا۔

''ہاں جی آج مہندی ہے اُن کی......آپ چلے جائیں اندر۔'' چوکیدار نے ہاتھ کا اشارہ اندر پورچ کی طرف کرتے ہوئے کہا تھا اور ثریا کے ہاتھ میں پکڑا سیبوں کا شاپر زمین پر گر گیا تھا۔ سلطان کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ فیصل کے گھر کے گیٹ کے باہر ماربل کے سفید فرش پر سرخ سیب ہر طرف لڑھک رہے تھے اور ثریا اور سلطان اُس بقعہ نور بنے ہوئے گھر کو حسرت سے دیکھ رہے تھے جو اُن کی بیٹی کا نصیب تھا اور اب کسی اور کا نصیب ہو گیا تھا۔

☆......☆......☆

''ٹینا اور داؤد نے آپ لوگوں کو بتا تو دیا ہوگا کہ مجھے کس طرح کی subject چاہیے اس فلم کے

لئے۔''قلبِ مومن نے اُن تین نوجوان سکرین پلے رائٹرز سے کہا تھا جو اس وقت اُس کے آفس میں اُس کی فلم کے سکرپٹ اور کہانی کے ون لائنرز ڈسکس کرنے کے لئے آئے بیٹھے تھے۔ وہ تینوں فلم انڈسٹری میں نئے نہیں تھے مختلف فلمز لکھ چکے تھے اور قلبِ مومن کا خیال تھا ٹینا اور داؤد کی بریفنگ کے بعد وہ جب اُس کے پاس اس سیشن کے لئے آئیں گے تو بہت سارے آئیڈیاز لے کر آئیں گے اور اب وہ اُن آئیڈیاز کو سننا چاہتا تھا۔

''مجھے اصل میں کوئی ریفرنس چاہیے تھا۔'' اُن تین رائٹرز میں سے واحد لڑکی نے تمہید باندھتے ہوئے اپنی وضاحت دی۔ ''کیسا ریفرنس؟'' قلبِ مومن نے سنجیدگی سے پوچھا۔ ''یعنی کسی فلم کسی کتاب کا ریفرنس...... جس طرح کی کہانی آپ کو چاہیے۔'' اُس لڑکی نے مزید کہا۔

''بالکل یہ ہو جائے تو بڑی آسانی ہو جائے گی ہمیں۔'' ایک دوسرے رائٹر نے بھی اُس لڑکی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

''کچھ آئیڈیاز لائے تو ہیں ہم لیکن ریفرنس مل جائے تو زیادہ بہتر آئیڈیا آسکتے ہیں۔'' تیسرے رائٹر نے بھی پہلے دونوں رائٹرز کی بات کی تائید کی۔

''لیکن میں چاہوں گا کہ پہلے آپ لوگوں کے آئیڈیاز سنوں...... سمجھ تو سکوں کہ آپ کس فارمیٹ پر سوچ رہے ہیں۔'' مومن نے جواباً اُن سے کہا تھا۔ کمرے میں اس وقت اُن تینوں رائٹرز اور مومن کے ساتھ ٹینا اور داؤد بھی تھے جو اپنے لیپ ٹاپ کھولے اس Story telling session کے minutes لے رہے تھے۔ پہلے رائٹر نے مومن کی بات پر اپنا رائٹنگ پیڈ نکال لیا اور اُسے کھولتے ہوئے اُس نے اپنا آئیڈیا ڈسکس کرنا شروع کیا۔

''یہ ایک بڑی ہی spiritual کہانی ہے۔'' اُس نے دادطلب انداز میں تمہید باندھتے ہوئے باری باری مومن ٹینا اور داؤد کو دادطلب انداز میں دیکھا۔ وہ تینوں بے تاثر چہرے کے ساتھ اُسے دیکھ رہے تھے۔

''ایک انتہائی spiritual اور اُتنی ہی کمرشل کہانی۔'' رائٹر نے اگلا ڈرامائی جملہ ادا کیا۔ ''طوائفوں کے ایک کوٹھے سے کہانی شروع ہوتی ہے۔ دو طوائفوں کا دل ایک سیّد گھرانے کے خوبرو گدّی نشین پر......'' اس سے پہلے کہ وہ اپنا دوسرا جملہ مکمل کر پاتا قلبِ مومن نے بے حد سپاٹ لہجے میں اُس کی بات کاٹ دی۔

''Next idea please۔'' رائٹر نے کچھ شرمندہ سا ہو کر صفحہ پلٹتے ہوئے کہا۔ ''اچھا میرا

UA BOOKS
UA BOOKS

خیال تھا یہ آئیڈیا تو ضرور ہی پسند آئے گا آپ کو......لیکن چلیں دوسرا سناتا ہوں۔'' اُس نے کہتے ہوئے کاغذ پر نظر دوڑائی اور پھر کہنا شروع کیا۔''ایک مزار پر قوالی ہو رہی ہے اور وہاں ایک لڑکی اپنے محبوب کے لئے منت ماننے آتی ہے۔ اُس لڑکی کا محبوب......'' قلبِ مومن نے اُسے ایک بار پھر ٹوکا۔''مجھے روحانیت پر فلم چاہیے۔ یہ روایتی کہانی نہیں چاہیے......مزار، قوالی، محبوب......اس میں روحانیت کہاں ہے؟'' اُس نے جیسے چیلنج کرنے والے انداز میں رائٹر سے کہا اور رائٹر نے جیسے بُرا منایا۔

''سوری مومن صاحب اگر آپ بتا دیں کہ آپ کو precisely چاہیے کیا کہانی میں تو ہمیں بھی آسانی ہو جائے گی۔''

''بتا تو رہا ہوں کہ مجھے روحانیت چاہیے۔''

''اور روحانیت کیا ہے؟'' اس بار اُس رائٹر نے کچھ جھجکتے ہوئے پوچھا۔ایک لمحہ کی خاموشی کے بعد مومن نے کہا۔''مجھے اللہ سے تعلق کی کوئی کہانی چاہیے۔''

''اللہ سے تعلق کی وضاحت کر دیں تو ہمیں اور بھی آسانی ہو جائے گی۔'' اس بار یہ بات کہنے والا دوسرا رائٹر تھا۔''اللہ سے تعلق......''

مومن کہتے ہوئے گڑبڑایا۔''ہاں مطلب اللہ سے تعلق ہے کیا اور وہ کیا روحانیت ہے جو آپ اس کہانی میں چاہتے ہیں۔'' اُس رائٹر لڑکی کا سوال بالکل واضح تھا اس کے باوجود مومن صرف اُس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اُس نے کہا۔''میں رائٹر نہیں ہوں آپ رائٹر ہیں۔ آپ لوگوں کو پتہ ہونا چاہیے کہ ڈائریکٹر کیا ڈیمانڈ کر رہا ہے۔'' وہ جھنجھلایا تھا۔

''ڈائریکٹر کے پاس ہمیشہ ریفرنسز ہوتے ہیں جیسے آپ بھی ہمیں فلمز کا بتا کر سمجھاتے ہیں کہ مجھے فلاں فلم کا وہ والا کردار چاہیے، یا real life کا......تو ایسے ہی آپ ہمیں سمجھا دیں کہ روحانیت ہے کیا اور وہ کون سے کردار ہیں جن کی کہانی ہم بنیں مگر اُس سے بھی بڑا سوال ہے کہ اللہ سے تعلق ہے کیا۔'' اُسی رائٹر نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا تھا۔

قلبِ مومن نے اُن سب کو دیکھا پھر بڑی روانی سے کہنے لگا۔''روحانیت......یعنی......اللہ سے تعلق......جیسے......جیسے......'' وہ بے ربط لفظوں کی گردان کرنے لگا۔ ذہن اور دل کی سلیٹ بیک وقت صاف تھی وہاں کہیں بھی کچھ لکھا ہی نہیں ہوا تھا جو زبان پر لفظ بن کر آ جاتا۔ اُس کے باوجود کے اندر گنبد کی بازگشت کی طرح وہ لفظ گونج رہے تھے۔''روحانیت......یعنی اللہ سے تعلق......جیسے۔''

روحانیت یعنی کیا اور اللہ سے تعلق کس جیسا......دو سوال تھے اور دونوں کے جواب اُس کی

ساری قابلیت دینے میں ناکام تھی۔ ''جسم'' اُن سوالوں کے جواب دے ہی نہیں سکتا تھا جب تک وہ روح سے خالی رہتا۔ اُس لمحے پہلی بار قلبِ مومن کو اپنے اندر کا وہ خالی پن محسوس ہوا تھا جو دادا بار بار اُس کو بتانے کی کوشش کرتے تھے تو اُسے غصہ آتا تھا۔

''تمہارے پاس روح نہیں ہے قلبِ مومن تم روحانیت کے بارے میں کیا فلم بناؤ گے۔'' دادا نے اُس سے کہا تھا۔ ''تمہاری روح کو وہ کامیابی کھا گئی ہے جس میں فلاح نہیں ہے......دُنیا کو چنا ہوا ہے تم نے......سب کچھ دُنیا کے لئے سب کچھ جسم کے لئے......روح کیسے نہ مرتی تمہاری۔'' عجیب شاک کے عالم میں اُن پانچ لوگوں کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہوئے قلبِ مومن نے سوچا تھا کیا وہ واقعی روح کے بغیر تھا اور دادا سچ کہتے تھے اور اگر ایسا تھا تو ایسا کب ہوا تھا کوئی تاریخ کوئی دن کوئی لمحہ جب وہ صرف جسم رہ گیا تھا۔ اندر سب کچھ خالی کوئی الجھن سلجھ نہیں رہی تھی کوئی آواز کوئی جواب نہیں دے رہی تھی۔

''آ......ہم اس پر ایک دو دن تک دوبارہ سٹنگ کرتے ہیں دوبارہ ریفرنس ڈھونڈتا ہوں میں......تاکہ......آسانی ہو......کردار......کہانی۔'' اُس نے اُن سب سے نظریں چراتے ہوئے عجیب بے ربطگی سے کہا تھا۔ ٹینا جیسے اُس کی مدد کو آئی تھی۔ ''ہاں یہ بہتر رہے گا......دوبارہ سٹنگ کرتے ہیں آج یہ تو کلیئر ہوگا کہ typical روایتی کہانی نہیں چاہیے کوئی نئی چیز چاہیے اگلی میٹنگ میں اور بھی clarity آجائے گی۔'' اُس نے صورت حال سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے اُن رائٹرز سے کہا تھا اور اگلے کچھ منٹوں میں مومن کا آفس خالی ہوگیا تھا۔ وہ بھی زیادہ دیر وہاں نہیں رُکا تھا۔ اُس کا جی ہر چیز سے عجیب انداز میں اُچاٹ ہوا تھا۔

اُس کا اپارٹمنٹ بھی اُس ہی کی طرح خاموش اور خالی تھا اور یہ احساس قلبِ مومن کو آج پہلی بار گھر واپس آکر ہوا تھا۔ وہ لاؤنج میں ہی بیٹھ گیا تھا۔ اھدنا الصراط المستقیم کی اُسی کیلی گرافی کے نیچے مگر آج پہلی بار اُس کی پشت اُس کیلی گرافی کی طرف نہیں تھی وہ دوسرے صوفے پر تھا۔ اُس کیلی گرافی کے بالکل سامنے اور وہ آیت جیسے اُس کو چیلنج کر رہی تھی۔ اُسے دیکھتے ہوئے وہ عبدالعلی کی مہارت کو سراہ رہا تھا۔ اُس کا ہنر اُتنا بے عجیب تھا جتنا انسانی آنکھ ڈھونڈھ سکتی۔

''اللہ سے تعلق؟......'' وہ سوال پھر اُس کے اندر گونجنے لگا تھا۔ ایسا مشکل سوال تو نہیں تھا کہ اس طرح گونگا ہوجاتا میں......یا شاید اس لئے مشکل ہوگیا کہ میرا اور اللہ کا تعلق ٹوٹ گیا ہے......تعلق رہا ہی نہیں۔ زندگی میں پہلی بار وہ اپنی ذات کے سامنے اعتراف کر رہا تھا۔ وہ بات مان رہا تھا جو وہ دادا کے

سامنے ماننے سے انکاری تھا۔

''کیسے ٹوٹا؟''

''کب ٹوٹا؟''

''مجھے کیوں پتہ نہیں چلا؟'' عجیب شاک اور بے یقینی کے عالم میں وہ اپنے آپ سے سوال کر رہا تھا اور جواب کہیں نہیں تھا۔

''مومن بھائی۔'' شکور وہاں آیا تھا اور مومن نے اُس کی آواز سنتے ہی بے حد درشتگی سے اُسے دیکھے بغیر مزید کچھ کہنے سے روکا تھا۔

''کھانا نہیں کھانا مجھے اور تم اب مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔'' شکور کچھ نروس سا اُس کے سامنے آیا تھا۔

''میں تو بس یہ دینے آیا ہوں مومن بھائی۔'' اُس کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا سا ڈبہ تھا۔

''یہ کیا ہے؟'' وہ جھنجھلایا تھا۔

''یہ دادا جی نے بھیجا ہے۔ آج ہی آیا ہے۔ کہہ رہے تھے آپ کو دے دوں۔'' شکور نے ڈرتے ڈرتے میز پر وہ ڈبہ رکھا تھا۔

''کھولوں؟'' اُس نے مومن سے کہا۔

''نہیں میں کھول لوں گا تم جاؤ۔'' مومن نے کہا۔ شکور برق رفتاری سے غائب ہوا۔

مومن کچھ دیر تک میز پر دھرے اُس ڈبے کو دیکھتا رہا۔ جس پر اُسی خوبصورت جانی پہچانی موتیوں جیسی لکھائی میں اُس کا پورا نام اور پتہ لکھا ہوا تھا اور پھر بھیجنے والے کا نام اور پتہ...... وہ عبدالعلی کی کوئی خطاطی نہیں ہوسکتی تھی۔ اُس کی سالگرہ کے علاوہ وہ اُسے پچھلے سالوں میں کبھی کوئی خطاطی نہیں دیتے رہے تھے اور خطاطی اس شکل اور سائز کے ڈبے میں نہیں ہوسکتی تھی۔ قلبِ مومن نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ کیا وہ کچھ بھول گیا تھا دادا کے گھر پر جیسے انہوں نے لوٹایا تھا۔ کچھ یاد نہیں آیا۔ مگر اُسے یقین تھا وہ کوئی بھول کر رہ جانے والی چیز ہی تھی۔ اُس نے ڈبہ کی پیکنگ کھولنے کی کوشش کی۔ وہ بڑی احتیاط سے پیک کیا گیا تھا۔ پیکنگ کو باری باری ہٹا کر اُس نے ڈبہ کھول لیا۔ وہ اُس کا لیٹر باکس تھا۔ لکڑی سے ہاتھ سے بنا ہوا ایک بہت پرانا لیٹر باکس۔ قلبِ مومن ساکت رہ گیا تھا اُس لیٹر باکس کو ہاتھ میں پکڑے۔ وہ سرا جسے وہ ڈھونڈتا پھر رہا تھا وہ مل گیا تھا۔ روح کو کب مارا تھا...... اللہ سے تعلق کب ٹوٹا تھا...... لیٹر باکس کا ڈھکنا کھولتے ہوئے اُس نے اندر دیکھا۔ وہ خطوں سے بھرا ہوا تھا۔ اُس کے ہاتھ سے لکھے ہوئے چھوٹے

چھوٹے لفافوں والے خط۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر لیٹر باکس کے اندر سے سارے خط نکال کر میز پر ڈھیر کر دیئے تھے۔ اُس کے ہاتھ کی لکھائی میں ہر لفافے پر اللہ اور اُس کا نام لکھا ہوا تھا۔

''اللہ کے نام۔''

اللہ کا گھر

قلبِ مومن

قلب مومن نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے یوں جیسے وہ اُن کی کپکپاہٹ روکنا چاہتا تھا۔ یادوں کا ایک سیلاب تھا جو اُسے بہائے لے جا رہا تھا۔ جب وہ ترکی میں تھا تب بھی دادا نے اُسے یہ لیٹر باکس ایک رات دکھایا تھا اور اُسے دینے کی کوشش کی تھی۔ اور تب اُس نے نہ لیٹر باکس کو ہاتھ لگایا تھا نہ خطوں کو...... یوں جیسے وہ اُن کو چھوتا تو پتھر کا ہو جاتا۔

''تمہارے خط......اور تمہارا لیٹر باکس ہے قلبِ مومن۔'' دادا کو لگا تھا شاید اُسے یاد نہیں رہا۔

''جانتا ہوں دادا۔'' مومن نے بے تاثر چہرے کے ساتھ اُن سے کہا تھا۔

''بے وقوف تھا تب میں......سمجھتا تھا خط لکھوں گا تو اللہ جواب دے گا۔'' اُس نے دادا کے سامنے جیسے اپنا ہی مذاق اڑایا تھا۔

''کیا نہیں دیا اللہ نے جواب؟......ان خطوں کے بعد ہی تو میں تم سے مل پایا تھا۔'' دادا نے بے حد محبت سے اُسے ٹوکا تھا۔

''اور میں سمجھا تھا اللہ واقعی آپ کو کہہ رہا تھا کہ مجھے جواب دیں۔'' مومن نے گہرا سانس لے کر تب اُن سے کہا تھا جیسے خود پر افسوس کیا تھا۔

''تم بڑے معصوم تھے مومن...... پھر ساتھ کتنی بڑی نیکی کی تھی تم نے یہ خط لکھ کر......تمہیں اندازہ بھی نہیں ہوگا......تمہارے خط حسنِ جہاں نے مجھے بھیجے تو مجھے لگا اللہ نے تمہارے ہاتھوں سے میرے سوالوں کے جواب دے کر میرے دل کی گرہیں کھولی تھیں۔'' وہ رونا شروع ہو گئے تھے اور قلبِ مومن کو اُن کے ان آنسوؤں کی سمجھ آئی تھی نہ اُس احسان کی جو وہ اُس کو گنوا رہے تھے۔ ''آپ رو کیوں رہے ہیں؟'' لیکن وہ عبدالعلی کے آنسو دیکھ کر بے چین ضرور ہوا تھا۔

''یہ تمہارے لئے رکھا ہے میں نے......شاید تمہارے دل کی گرہیں بھی اسی طرح کھول دے جیسی میری کھول دیں۔'' انہوں نے اُس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے وہ لیٹر باکس اُسے تھمانے کی کوشش کی تھی مگر مومن نے اُن کے ہاتھ پرے کر دیئے تھے۔ ''اب کوئی سوال

UA BOOKS

نہیں ہیں میرے اللہ سے ......سب جواب زندگی اور دُنیا نے دے دیئے ہیں مجھے۔'' وہ اُن کے پاس سے کہہ کر اُٹھ کر چلا گیا تھا۔ مگر اب جب وہ اُس لیٹر باکس اور خطوں کو سامنے رکھے بیٹھا تھا تو اُسے لگا دادا نے ٹھیک کہا تھا اور وہ بالکل صحیح وقت پر اُس کے پاس آیا تھا۔ جو سوال اللہ ذہن میں ڈالتا ہے اُس کا جواب اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہوتا کسی دُنیا کسی زندگی کے لمحے کے پاس نہیں۔

قلبِ مومن نے پہلا خط اُٹھایا۔ اُس لفافے پر پھول اور ستارے بنے ہوئے تھے بہت سے رنگوں کی پینسلوں سے جن کا رنگ اب پھیکا پڑ گیا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں نمی آئی۔ وہ پھول اُس نے حسنِ جہاں سے بنانے سیکھے تھے اور ستارے طٰحہ سے......اور لفافے پر وہ ہمیشہ پھول ایک کونے میں بناتا تھا ستارے دوسرے کونے میں......اور درمیان میں ڈھیر سا فاصلہ...... وہ جیسے اپنے ماں باپ کی تقدیر اور زندگی کاغذ پر کھینچ کر اللہ کے نام بھیجتا رہا تھا۔

میرے پیارے اللہ

''میرا نام قلبِ مومن ہے۔ میں آٹھ سال کا ہوں اور اپنی ممی کے ساتھ رہتا ہوں۔''

وہ اس سے آگے نہیں پڑھ پایا۔ اُس کی آنکھیں اب بھیگنے لگی تھیں......کوئی فلم تھی جو آنکھوں کے سامنے چلنے لگی تھی......اپنے ماں باپ کے ساتھ گزارا ہوا بچپن......وہ خوصورت زندگی اور پھر وہ سانحہ......

قلبِ مومن نے دوسرا خط اُٹھایا اُس میں اُس کی تصویر لگی ہوئی تھی جسے گوند کے ساتھ کاغذ پر چپکایا ہوا تھا۔ یہ وہ تصویر تھی جو اُس نے اللہ تعالیٰ کو بھیجی تھی تا کہ وہ اُسے پہچان لے۔ قلبِ مومن تصویر میں نظر آنے والے اُس آٹھ سالہ بچے کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اُسے پہچان ہی نہ پا رہا ہو۔ کیا وہ وہی تھا......کیا وہ ایمان اُسی کا تھا کیا وہ تحریر اُس کی تھی......کیا وہ زندگی اُس نے گزاری تھی......کیا یہ سارے لفظ جملے باتیں وہی قلبِ مومن کی تھیں......کچھ ٹوٹ رہا تھا اُس کے اندر......جو بُت تھا......طلسم تھا......فریب تھا......اُس کی اپنی ذات، اپنی خودنمائی، خودستائشی، کامیابی کا......کچھ جڑ رہا تھا اُس کے اندر جو وہی ایمان تھا جو اُس کا خاصہ تھا اُس کا اثاثہ تھا......وہی تعلق تھا جسے وہ کھو جنے بیٹھا تھا......اللہ سے بندے کا تعلق......کیا تھا اللہ سے بندے کا تعلق......کیا تھا اللہ سے قلبِ مومن کا تعلق......؟......اور کیوں ٹوٹا تھا ؟......اُس کے پاس اُس سوال کا جواب تھا۔ وہ تعلق جس کی وجہ سے جڑا تھا اُسی کی وجہ سے ٹوٹا تھا......اُس کی ماں حسنِ جہاں کی وجہ سے......اُس کی پارسائی نے اُسے مومن کیا تھا اُس کے گناہ نے اُسے کافر......

اور اُس کا وہ گناہ قلبِ مومن، اللہ اور حسنِ جہاں کے علاوہ اگر کسی چوتھے اور پانچویں شخص کو پتہ تھا تو وہ طٰحہٰ تھا یا سلطان یا پھر عبدالعلی۔

☆......☆......☆

عبدالعلی کیاری میں ایک چھوٹا پودا لگا رہے تھے۔ اتنے انہماک اور احتیاط سے کہ اُنہیں قلبِ مومن کے آنے کا پتہ نہیں چلا، وہ اُن کے عقب میں کھڑا اُن ننھے ننھے پودوں کو دیکھتا رہا جو انہوں نے کیاری میں لگائے ہوئے تھے۔ کیلی گرافی اُن کی پہلی محبت تھی، باغبانی دوسری۔

''اس بار آپ کو میرے آنے کا پتہ نہیں چلا۔'' بہت دیر خاموشی سے انہیں دیکھتے رہنے کے بعد قلبِ مومن نے مدھم آواز میں کہا تھا۔ وہ بُری طرح ہڑبڑا کر پلٹے تھے اور پھر جیسے اُسے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔

UA BOOKS

''دروازہ کُھلا تھا کیا؟'' وہ اب اُسے گلے لگاتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔

''آپ کا دروازہ تو ہمیشہ ہی کُھلا رہتا ہے۔'' مومن نے جواباً مسکراتے ہوئے اُن سے الگ ہو کر کہا تھا۔ وہ عجیب سی خوشی سے ہنسے۔'' ہاں اس بار تمہارے آنے کا علم نہیں ہو سکا، تم ترکی میں شوٹنگ کرنے آئے ہو؟'' انہوں نے اُس سے پوچھا تھا۔ وہ جیسے اُسے سامنے کھڑے دیکھ کر باغبانی بھول گئے تھے۔

''نہیں...... لیٹر باکس ملا تھا...... اپنے خط پڑھ کر آپ سے ملنے آیا ہوں۔'' اُس نے جواباً دادا سے کہا تھا۔ عبدالعلی نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میں اب سارا سامان سنبھالتے سنبھالتے تھکنے لگا ہوں...... سوچا جو جس کا اثاثہ ہے، اُسے سونپ دوں۔ بہت کچھ اور بھی ہے جو تمہیں سونپنا ہے۔'' انہوں نے اُس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا تھا۔ قلبِ مومن کا چہرہ اُنہیں کچھ عجیب لگا تھا۔ کچھ بدلا ہوا تھا اُن نقش و نگار میں۔

''آپ سے جس فلم کا وعدہ کیا تھا، وہ فلم اناؤنس کر آیا ہوں۔'' مومن نے انہیں بتایا وہ حیران ہوئے۔

UA BOOKS

''مجھے اس کی توقع نہیں تھی۔''

وہ دادا کے جملے پر خفا نہیں ہوا تھا، مسکرا دیا تھا۔

''مجھ سے آپ کی توقعات نہ ہونے کے برابر ہیں بس...... آپ ٹھیک کہتے تھے دادا۔'' اُس نے عجیب اعترافی سے انداز میں کہا۔ ''کیا؟'' عبدالعلی حیران ہوئے۔

''مجھے اللہ اور اس کے تعلق کے بارے میں کچھ پتہ نہیں نہ ہی میں روحانیت کو سمجھتا ہوں...... کچھ مسئلہ ہو گیا ہے میرے ساتھ...... آپ کی باتیں میرے ذہن سے نکلتی نہیں ہیں...... آپ نے کبھی مجھ سے

ایسی باتیں نہیں کی جیسی اب کرنے لگے تھے...... کیوں دادا؟'' وہ اب اُن سے پوچھ رہا تھا۔

''میری غلطی تھی۔''عبدالعلی نے جیسے اپنی ندامت کا اظہار کیا۔

''آپ کو پتہ ہے اللہ سے میرا تعلق کب ٹوٹا؟'' اُس نے رنج کے عالم میں دادا سے کہا تھا۔''جب مجھے یہ پتہ چلا کہ اللہ معاف نہیں کرتا، جواب نہیں دیتا...... میں اتنے خط لکھتا تھا اللہ کو...... اتنے خط...... اتنے خط...... کچھ بدلا ہی نہیں میری زندگی میں...... سب کچھ بُرے سے بُرا ہوتا گیا۔'' وہ رنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

''وہ رب تھا اُسے قلبِ مومن کی کچھ تو پروا کرنی چاہیے تھی، ایک انسان کی غلطی تھی اور ہم سب تباہ ہوگئے۔'' وہ غم سے کہہ رہا تھا۔

''اللہ معاف کرتا ہے مومن، ہم انسان نہیں کرتے...... یہ سارے گڑھے جس میں ہم گرے ہوتے ہیں یہ اللہ نے نہیں کھودے ہمارے کھودے ہوئے ہیں۔ اللہ تو عیب پر پردہ ڈالنے والا ہے، بخشنے والا ہے...... اُس کی سب سے بڑی صفت ہی بندے سے اُس کی محبت ہے۔'' عبدالعلی اُسے سمجھا رہے تھے۔

''پھر میری ماں کو کیوں معاف نہیں کیا اللہ نے......؟ میں نے تڑپتے ہوئے دیکھا اُنہیں...... معافی مانگتے دیکھا کیوں اللہ نے میرے باپ کے دل میں رحم نہیں ڈالا میری ماں کے لئے...... کتنا بڑا گناہ تھا وہ جس کی سزا ہم تینوں نے کاٹی۔'' وہ عجیب تکلیف کے عالم میں کہہ رہا تھا۔

''جانتا ہوں میری ماں گناہ گار تھی مگر۔۔۔'' عبدالعلی نے مومن کی بات کاٹی۔

''نہیں مومن، حسنِ جہاں گناہ گار نہیں تھی۔۔۔ تمہیں پتہ ہے معاف کس نے نہیں کیا تھا......؟ میں نے...... ضد باندھی تھی اور ضد میری ہی اولاد دکھا گئی۔۔۔ تم سب کی زندگیوں کو برباد کرنے والا میں تھا۔'' عبدالعلی نم آنکھوں کے ساتھ کہہ رہے تھے۔

''دادا۔'' مومن کو جیسے کچھ سمجھ نہیں آئی تھی وہ کیا کہہ رہے تھے...... کس طرف اشارہ تھا اُن کا، عبدالعلی نے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔ اُس کا ہاتھ تھامے وہ اُسے عقبی لان سے گھر کے اندر والے حصے میں لے گئے تھے۔ اپنے کمرے میں اُسے لے جا کر انہوں نے اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اپنی الماری کھول کر وہ لکڑی کی ایک مرصّع صندوقچی نکال کر لائے تھے اور اُسے ایک میز پر رکھ کر انہوں نے مومن سے کہا۔

''اسے کھولو۔'' مومن نے اُلجھے انداز میں اُن کا چہرہ دیکھا جس پر اب آنسو بہہ رہے تھے۔ آگے بڑھ کر اُس نے صندوقچی کا ڈھکن اُٹھایا۔ وہ خطوں سے بھری ہوئی تھی اور اُن لفافوں کے اوپر لکھا نام دیکھ

کر قلبِ مومن کے دل کی حرکت جیسے ایک لمحہ کے لئے رُکی تھی۔ وہ اُس کے باپ کی لکھائی تھی اور اُس کا نام تھی۔ وہ اتنے سالوں بعد بھی پہلی نظر میں اُسے پہچان گیا تھا۔ وہ عبدالعلی کے نام لکھے ہوئے طٰحہ کے خط تھے۔ ایک لفافہ اُٹھا کر اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر اُس نے عبدالعلی کو دیکھا پھر کُھلے ہوئے اُس لفافے کے اندر سے وہ خط نکالا۔ ایک چھوٹے سے کاغذ پر اُس کے باپ کی لکھائی میں ایک مختصر سی تحریر تھی۔

بابا

آج قلبِ مومن پیدا ہوا ہے۔۔۔ آپ کا پوتا، مجھے قلبِ مومن کے لئے معاف کر دیں۔

طٰحہ

☆......☆......☆

''اتنا بڑا دھوکہ کیا ہے فیصل نے ہمارے اور میری بیٹی کے ساتھ......اگر شادی نہیں کر سکتا تھا تو یہ سب ڈھونگ کرنے کی بھی کیا ضرورت تھی۔'' ثریا روئی چلی جا رہی تھی مگر سلطان گم صم بیٹھا تھا۔ وہ دونوں فیصل کے گھر کے دروازے سے ہی لوٹ آئے تھے۔ غم سے نڈھال اور گھر میں داخل ہوتے ہی ثریا وہ دوپٹہ پکڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی جو وہ مومنہ کے نکاح کے لئے خود کاڑھ رہی تھی۔ سلمی ستارہ اور گوٹا کناری کے ساتھ......

''ابھی تو اچھے دنوں کا سوچا ہی تھا اور میری بیٹی تو......'' سلطان نے مدھم آواز میں ثریا کی بات کاٹ دی تھی۔

''وہ جانتی ہے یہ سب ثریا...... میرا دل کہتا ہے وہ جانتی ہے۔'' ثریا اُس کی بات پر جیسے روتے روتے چونک کر اُسے دیکھنے لگی تھی۔

''یہ کیسے ممکن ہے سلطان کہ وہ یہ سب جانتی ہو اور ہم سے جھوٹ بولے۔'' اُسے یقین نہیں آیا۔''اور ہم سے چھپائے گی کیوں؟......اتنا بڑا غم کیوں جھیلے گی اکیلے۔''

سلطان نے عجیب سے انداز میں اُس سے کہا۔''مومنہ ہے نا اس لئے۔''

☆......☆......☆

تھکن گہری تھی مگر نیند تھی کہ آنے کا نام نہیں لے رہی تھی اور خاموشی تھی کہ جانے کا نام نہیں لے رہی تھی اور اس سب کے بیچوں بیچ رات کے اس پہلے پہر شوٹنگ سے واپسی پر مومنہ سلطان اپنے کمرے کے وسط میں کارپٹ پر چوکڑی مارے بیٹھی تھی اور اُس کے سامنے میک اپ کے سامان کا وہ پاؤچ تھا جس

میں lip pencils تھیں۔ ہوٹل کے اُس کمرے میں پڑے ڈیسک پر موجود رائٹنگ پیڈ کے A4 کاغذ کو کارپٹ پر رکھے میک اپ کی اُن پینسلز کو بکھرائے وہ اُس کاغذ پر خطاطی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ایک نام لکھ رہی تھی اور اُس میں محو تھی۔ امریکہ میں کام کے دباؤ، home sickness اور تنہائی کے اس احساس کو ختم کر دینے کے لئے اُس کے پاس یہ واحد تھراپی تھی جو وہ کر رہی تھی۔ میک اپ کے سامان سے خطاطی اور ڈرائنگ کرنا اُس کی بچپن کی عادات میں شامل تھا اور وہ عادت اب تک چلی آ رہی تھی۔

آج تنہائی کچھ اور سوار تھی اور دماغ جسم کے تھک کر ٹوٹنے کے باوجود سونے پر تیار نہیں تھا اور یہ کیفیت امریکہ میں اُس کی روٹین بن گئی تھی اور پھر وہ اسی طرح رنگ اپنے گرد بکھرائے اللہ کا کوئی نام لکھنے لگتی۔ آج اُس نے امریکہ میں ہی بالی ووڈ کی ایک اور فلم سائن کر لی تھی۔ ایک ورلڈ سینما فلم...... اپنی ایجنٹ کے ساتھ کانٹریکٹ کیا تھا۔ ساؤتھ ایسٹ ایشیا میں پبلک awareness کی ایک campaign کے لئے یونائیٹڈ نیشنز کی ایک ذیلی تنظیم کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اور یہ سب اُس کی پہلی فلم کی ریلیز اور شوٹنگ ختم ہونے سے پہلے ہو رہا تھا۔ اُس کا اگلا پورا سال کام کے حوالے سے ٹائم لائنز میں بٹا ہوا تھا اور اُس کے پاس فی الحال کچھ نیا سائن کرنے اور dates دینے کے لئے وقت نہیں تھا۔ اُس کے اکاؤنٹ میں اب پیسہ جتن کے بغیر آنے لگا تھا اور ٹھہرنے لگا تھا اور اس سب کے بیچوں بیچ مومنہ سلطان خوشی سے محروم تھی۔ اُس رات کاغذ پر ایک لپ پینسل سے اللہ کا نام لکھتے ہوئے اُسے حسنِ جہاں یاد آئی تھی۔ وہ کئی بار اُس کے پرس کے ساتھ کھیلتے ہوئے اُس کے میک اپ کا سامان بھی اسی طرح کھول کر بیٹھ جاتی تھی جب سلطان اُس کا میک اپ کر رہا ہوتا۔ سلطان اُسے ٹوکتا اور حسنِ جہاں سلطان کو روک دیتی۔

اُسے یاد آیا تھا۔ پہلی بار اُس کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کے نام کی خطاطی کروانے والی حسنِ جہاں ہی تھی۔ وہ اسی کا شوق تھا جو مومنہ سلطان کے اندر پنپنے لگا تھا اور وہ اُس کے میک اپ کے سامان کے ساتھ خطاطی کرنا شروع ہوتی اور حسنِ جہاں ہنستی چلی جاتی۔ سلطان سے کہتی

''تمہاری بیٹی کس چیز سے کیا لکھ رہی ہے کیا بنا رہی ہے۔''

''بے وقوف ہے۔'' سلطان مدافعانہ انداز میں کہتا اور اُسے ڈانٹتا۔

''بے وقوف نہیں ہے سلطان عقل مند ہے بس اللہ اسے نصیب والا کرے۔''

سلطان بے اختیار آمین کہتا۔ ''اور اسے کبھی اداکارہ نہ بنائے۔''

حسنِ جہاں کہتی اور سلطان اُس پر بھی آمین کہتا اور وہ اس کم عمری میں بھی حسنِ جہاں کا چہرہ دیکھتی اُسے جانچنے کی کوشش کرتی رہتی کہ وہ اُس کے بارے میں کیا کہہ رہی تھی۔ اور اب وہ اداکارہ کا

نصیب لئے بیٹھی حسنِ جہاں کے بارے میں سوچ رہی تھی جس کے ہر دوسرے جملے میں اُس نے زوال کا لفظ سنا تھا اور اُس نے ہمیشہ حیران ہو کر سوچا تھا کہ وہ زوال کیا چیز تھی جس سے اُس کا باپ ڈرتا تھا۔ اور جو حسنِ جہاں پر آ گیا تھا اور اب جب وہ عروج کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ رہی تھی تو بہت دیر اُسے پہلی بار کسی بازگشت کی طرح حسنِ جہاں کی کہی گئی بات یاد آئی تھی۔

''جھریاں نہیں زوال ہے سلطان...... چہرے سے پہلے لوگوں کے دلوں اور آنکھوں میں آتا ہے۔''

یک دم مومنہ سلطان کو باپ کی یاد آئی تھی۔ فون اُٹھا کر اُس نے سلطان کو کال کی تھی اس بات سے بے خبر کہ وہ اب وہ راز جانتے تھے جو وہ چھپائے پھر رہی تھی۔

''مومنہ کیسی ہو بیٹا......؟'' پہلی گھنٹی کے بعد ہی سلطان نے فون اٹھا لیا تھا اور اُس سے پوچھا تھا۔ کچھ دیر دونوں گھر، ثریا اور کام کے حوالے سے بات کرتے رہے۔ سلطان چاہنے کے باوجود اُس سے فیصل کی بات نہیں کر سکا مگر اُس کے لہجے میں اُس نے فیصل کے حوالے سے کچھ کھوجنے کی کوشش ضرور کی تھی۔ وہاں کچھ نہیں تھا۔

''ابا آپ نے مجھے کبھی حسنِ جہاں کے بارے میں نہیں بتایا۔'' چند لمحوں کی گفتگو کے بعد جب سلطان اُس سے فیصل کے بارے میں پوچھنے کی ہمت پیدا کر رہا تھا اُس نے خلاف توقع حسنِ جہاں کا ذکر چھیڑ دیا تھا۔ وہ حیران ہوا تھا۔

''کیا نہیں بتایا مومنہ......سب کچھ تو بتایا ہے۔''......''صرف اُس کے عروج کا بتایا ہے زوال کا تو نہیں بتایا...... کیسے آیا تھا زوال اُس پر...... کیوں آیا تھا۔'' وہ کُرید رہی تھی۔ ''پیار مار گیا تھا اُسے...... ورنہ حسنِ جہاں کے سامنے ٹھہرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا تھا۔'' سلطان نے ایک گہرا سانس لیا۔ ''بے وفائی کی ہوگی جس سے اُس نے پیار کیا۔'' مومنہ نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ ''بے وفائی کرتا تو سہہ جاتی حسنِ جہاں......اُس کی وفا نہیں سہہ سکی......بس غلطی کر بیٹھی ایک۔'' اُس نے آہ بھر کر کہا تھا۔ ''کیا غلطی ابا؟'' مومنہ نے پوچھا تھا۔

☆......☆......☆

(باقی آئندہ)